نمبر ۴۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۰ شوال سنہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی متجاوز ہو چلے ہیں بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اور اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں ان دنوں جبکہ **گرانی** عالمگیر ہو رہی **اخراجات** لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے **یکمشت رقوم** لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کرنا چاہیے لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کے لئے جگہ کی سخت تنگی ہے + نئے مہمان خانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کیلئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں مگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال التوا کرنا پڑا ہے اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے سالانہ **جلسہ** پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہو گی اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے بھی روپیہ بھیجنا چاہیے۔ ایک **حق پرست** اور **حق جو** قوم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اسے زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہیے اس لئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست **حضرت اقدس** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہیے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہیے۔

آریوں میں جوتی پیزار

اخبار عام لکھتا ہے

لالہ لاجپت رائے اور آریہ سماج

معلوم ہوتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کے اصل باعث کے خیال سے آریہ سماج لاہور میں ایک اور ناچاقی کی فیلنگ کی آگ اندر ہی اندر سُلگ رہی ہے ناگوار بات اس خط سے معلوم ہوتی ہے جو لالہ امیر چند صاحب نے اخبارات میں شائع کی ہے۔ لالہ صاحب آریہ سماج لاہور کے ممبر ہیں اور نیز ڈی اے وی کالج لاہور کی انتظامی کمیٹی کے بھی ایک ممبر ہیں اور اُن پر الزام لگایا جاتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کا اصلی باعث آپ ہی ہیں۔ وہ کیسے؟ وہ ایسے کہ اخبار ٹربیون لاہور میں دو خطوط علی التواتر شائع کئے گئے تھے اور اُن خطوط کا راقم نہ معلوم کون تھا۔ راقم کی جگہ پر ایک آریہ لکھا گیا تھا۔ لیکن لالہ ملک راج بھلہ صاحب کو یقین واثق ہے کہ ان دونوں خطوط کا اصل راقم بھی امیر چند تھا اور اس نے جان بوجھکر اپنے اصل نام کی جگہ پر "ایک آریہ" کا فرضی نام درج کیا تھا۔ لالہ ملک راج بھلہ صاحب یقین کرتے ہیں کہ انھیں دونوں خطوط کے باعث لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری اور جلاوطنی وقوع میں آئی ہے اور چونکہ راقم ان خطوط کے آپ کے خیال میں لالہ امیر چند سمجھے جاتے ہیں لہٰذا لالہ امیر چند پہ الزام دھرا جاتا ہے کہ ذمہ وار اُن کے یہی حضرت ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے۔ اگر لالہ ملک راج بھلہ کا خیال واقعی درست ہے کہ لالہ لاجپت رائے انہیں دونوں خطوط کی وجہ سے جلاوطن کئے گئے ہیں اور ان خطوط کا اصل راقم ہے لالہ امیر چند پر جہاں تک ناراضی اور افسوس اور رنج ظاہر کیا جائے بالکل بجا اور روا ٹھیرتا ہے۔ بلکہ ہر حالت میں قدرتی اور لازم ہے۔ واضح ہو کہ لالہ ملک راج بھلہ صاحب جو لالہ امیر چند پر ایسا سخت اور شرمناک الزام لگاتے ہیں کوئی ایسے ویسے معمولی نہیں ہیں بلکہ وہ لالہ ہنسراج بی اے کے بڑے اور حقیقی بھائی ہیں۔ کون لالہ ہنسراج بی اے جو کہ ڈی اے وی کالج لاہور کے صاحب التعظیم پرنسپل ہیں اور آریہ سماج لاہور کے پریسیڈنٹ ہیں اور نیز جو کہ آریہ پر اونشک پرتی ندہی سبھا پنجاب کے بھی پریزیڈنٹ ہیں اور اس باعث جن کا رعب وداب تمام آریہ سماج میں مسلمہ طور پر بھاری پایا جاتا ہے۔ پس آریہ سماج کے ایسے جلیل القدر بزرگوار کے برادر مکرم و حقیقی کا ایک ممبر سماج اور ممبر کالج کمیٹی پر اس طرح کا سنگین الزام عاید کرنا۔ لالہ امیر چند کے لئے واقعی ایک سخت مصیبت اور عظیم بدنامی کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہر چند لالہ امیر چند نے اس الزام سے صاف انکار کر دیا ہے اور وہ لاتے ہیں کہ لالہ ملک راج بھلہ صاحب کا خیال بالکل غلط ہے۔ ہر چند وہ بڑے زور سے کہتے ہیں کہ وہ ان دونوں خطوط کے نہ تو راقم ہیں اور نہ جانتے ہیں کہ وہ خطوط کس نے لکھے اور بھیجے تھے لیکن لالہ ملک راج بھلہ صاحب بالکل کہتے ہیں کہ لالہ امیر چند اگر سچے ہیں تو بذریعہ عدالت کے اپنے دعوے کو صحیح ثابت کریں ورنہ اُن کی زبانی باتیں ہرگز قابل یقین کے نہیں ہیں اور ان کا عذر محض فرضی اور بناوٹی ہے۔ اس کے دوسرے معنے یہ بھی ہیں کہ اگر لالہ امیر چند عدالت میں چارہ جوئی کریں تو اس وقت لالہ ملک راج صاحب مزید اور کافی ثبوت بہم پہنچا کر لالہ امیر چند کو جھوٹا ثابت کریں گے لیکن لالہ امیر چند صاحب اس معاملہ کو اس درجہ تک طوالت دینا نہ تو مناسب سمجھتے ہیں اور نہ ضروری خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس بارہ میں ایک خط اخبار ٹربیون اور دیگر اخبارات میں بھی شائع کرایا ہے جس میں آپ لکھتے ہیں کہ :-

جناب عالی کچھ دن ہوئے ہیں لالہ ملک راج بھلہ کو ڈی اے وی کالج کے احاطہ میں ملا جب انھوں نے لالہ نہال چند اور دیگر بعض شرفاء کے سامنے مجھ پر الزام لگایا کہ ان دونوں خطوط کا لکھنے والا میں ہوں جو (کچھ عرصہ ہوا) "ایک آریہ" کے نام سے اخبار ٹربیون میں نکلے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ وہ دونوں خطوط لالہ لاجپت رائے کی جلاوطنی کا باعث تھے۔ میں نے انھیں جواب دیا کہ آپ مجھ پر جو الزام لگاتے ہیں وہ بالکل غلط ہے تب انھوں نے کہا کہ اجلاس عدالت میں اس الزام کو غلط ثابت کرو۔ زبانی انکار کو کون مانتا ہے۔ بہرحال میں اس بات کو نہ تو ضروری خیال کرتا ہوں اور نہ مناسب سمجھتا ہوں کہ عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ سے الزام ہذا کو غلط ثابت کر کے اپنے چلن کی صفائی کروں لیکن چونکہ لالہ ملک راج بھلہ۔ لالہ ہنسراج بی اے کے برادر حقیقی ہیں جو کہ ڈی اے وی کالج کے پرنسپل ہی نہیں ہیں بلکہ آریہ سماج لاہور کے پریسیڈنٹ ہیں اور ان مناصب کے کارن ظاہر اور باطن طریقہ سے اُن کا دباؤ بڑا ہے اور اس لئے اُن کی بات اور رائے کو آریہ سماجیوں کا ایک بڑا حصہ مثل ایک آدمی کے صحیح مان لیتا ہے اور چونکہ اس بات کا خوف غالب ہے کہ جو الزام مجھ پر ایسی زبردستی سے خواہ مخواہ عاید کیا جاتا ہے کہ آریہ سماج کے نقض نقصان پہنچانے کا باعث ہو۔ لہٰذا میں ہر خاص و عام پر واضح کر دینا مناسب و ضروری سمجھتا ہوں کہ اُن دونوں خطوط کے لکھنے یا شائع کرانے سے میرا مطلق کچھ تعلق یا واسطہ نہیں تھا اور مجھکو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اُن دونوں خطوط کا راقم کون ہے۔

میں آپ کا شکر گذار ہوں گا اگر آپ براہ مہربانی اس خط کو شائع کر دیں گے۔ اس معاملہ پر رائے زنی کرنا بظاہر آسان کام نہیں ہے۔ اسپر آئندہ غور کر سکتے ہیں اور ہر ایک صاحب بجائے خود نتیجہ نکال سکتے ہیں ۞

مختصر نوٹ

لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کی رہائی

قیصر ہند کی سالگرہ کی مبارک تقریب پر لالہ لاجپت رائے اور اجیت سنگھ کو رہا کر دیا گیا ہے اور وہ اپنے وطن لاہور کو واپس آرہے ہیں۔ گورنمنٹ کی اس فیاضی اور فراخدلی کی بیحد تعریف کرنی چاہیے جو اُس نے پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی سے دکھائی ہے امید کیجاتی ہے کہ ایسی محسن گورنمنٹ کے خلاف آواز اٹھانے میں آیندہ یہ لوگ نہایت احتیاط سے کام لیں گے اور گورنمنٹ کے اس احسان کو کبھی نہ بھولیں گے۔ اور یقیناً اپنے رویہ کو بدل لیں گے جبکہ ہز اونر سر ڈنزل ابٹسن کی گورنمنٹ نے یہانتک فیاضی اور رحم سے کام لیا ہی کہ مذکورہ بالا پولیٹیکل قیدیوں کی رہائی کیلئے تحریک کی ہے تو کیا انکی مہربانی اور عنایت سے یہ توقع جا بیجا نہیں کہ وہ ہندوستان کے ایڈیٹر لالہ دینا ناتھ کی جوانی پر رحم کرکے اسے بھی معاف کردیں۔ جسقدر تنبیہ اسکو ہو چکی ہے وہ کسی صورت میں کم عبرت انگیز نہیں اور آئندہ زندگی میں اسے کافی سبق دے سکیگی۔

*

طاعون اور گورنمنٹ پنجاب

پنجاب میں خصوصیت سے طاعون نے جو تباہی اور بربادی کی ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے ہر قسم کی ضروری اور مناسب تدابیر انسداد طاعون کے لئے اختیار کی گئیں مگر شامت اعمال نے اس بلا سے مخلصی نہیں ہونے دی۔ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اب پھر گورنمنٹ پنجاب نے حال میں ایک اور نہایت ضروری ریزولیوشن جاری کیا ہے جسمیں وہ طریقہ بتایا گیا ہے جس کے موافق آیندہ وبا طاعون کے انسداد کے لئے کارروائی کیجائیگی۔ میں اس مقام پر یہ امر ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں انسداد وبا طاعون کے لئے ہر قسم کی تدبیروں سے کام لیا جاتا ہے کیوں اس امر کیطرف توجہ نہیں کیجاتی جو خدا تعالے کے مرسل مسیح موعود نے پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگ اپنے اندر سچی تبدیلی پیدا کریں اور ہر قسم کے فسق و فجور سے باز آئیں۔ اگر اس تجویز کو ان تدابیر کے ساتھ ملا دیا جاوے اور لوگ عملی اصلاح کیطرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالے کے فضل سے امید ہے کہ وہ اس بلا سے نجات بخشے۔ اور اگر ایک طرف ان تجاویز کو تو عمل میں لایا جاوے اور ہر قسم کی بدعملیوں اور بدکاریوں کے بند کو توڑ دیا جاوے تو یہ امر غضب الٰہی کے اور بھی بھڑکانے کا موجب ہوگا۔ ایسے مواقع پر تو قدرتی طور پر خشیت اور خضوع پیدا ہونا چاہیے چہ جائیکہ بیباکی اور بدروشی میں ترقی کیجاوے وقت بہت نازک ہے اسلیئے اس سے پہلے کہ بلا نازل ہو اسکی فکر کرنی چاہیے۔ صدقات اور خیرات سے بھی کام لینا چاہیے۔ جو لوگ عملی تبدیلی کیطرف توجہ کریں گے وہ گورنمنٹ کو اس کے مقاصد انسداد وبا میں بہت بڑی مدد دینے والے ٹھیریں گے کیونکہ اس صلاح سے جرائم میں بھی کمی واقع ہو جائیگی۔ اسوقت ایک نہیں دو خطرناک بلائیں سامنے ہیں۔ طاعون اور قحط اور دونوں کا نتیجہ خطرناک موت ہے پس خدا تعالے ہی کے فضل کو ڈھونڈنا چاہیے اور اسکو جذب کرنیوالے امور میں خشوع خضوع اور صدقہ و خیرات کو بہت بڑا دخل ہے اس کے ساتھ ہی میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ احمدیوں کا فرض ہے وہ گورنمنٹ کو جہانتک ان سے ممکن ہو انسداد طاعون کی تدابیر میں پوری مدد دیں ان کا امام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) دل سے اس امر کو پسند کرتا اور چاہتا ہے۔

اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ریزولیوشن کا خلاصہ یہاں درج کردوں پنجاب میں گذشتہ سال جسقدر سختی کے ساتھ وبا طاعون کا زور رہا اُس کا ذکر کرکے ریزولیوشن میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ عوام الناس کو کامیابی کیساتھ وبا طاعون سے بچنے کی تدابیر میں امداد دینے پر لوکل گورنمنٹ کی توجہ نہایت مصروف رہی ہے پنجاب گورنمنٹ نے اسلئے ایک مختصر کمیٹی شوریٰ مقرر کی ہے۔ اس کمیٹی میں دو ممبر دیسی بھی ہیں یہ کمیٹی وبا طاعون کے دفعیہ کیلئے گورنمنٹ پنجاب کو مشورہ دیگی۔ پنجاب میں پلیگ اسٹاف تو پہلے ہی سے موجود ہے جسمیں کئی انگریز ڈاکٹر کمیشن یافتہ ہیں اور بہت سے اسسٹنٹ سرجن اور ہسپتال اسسٹنٹ ڈاکٹر معہ ضروری کمپونڈروں اور دیگر ادنی ملازموں کے مقرر ہیں۔ حالمیں اس عملہ میں اور بھی زیادتی کردیگئی ہے۔ ریزولیوشن میں تحریر ہے کہ وبا طاعون سے بچنے کیلئے ابھی تک علمی تجربہ اور سائنٹیفک تحقیقات سے جہانتک معلوم ہوسکا۔ خلاء مکان و ٹیکہ طاعون۔ موش کشی۔ اور مکانات کو گرمی پہنچا کر ڈس انفکٹ کرنے سے بڑھکر اور کوئی کارگر تدبیر دریافت نہیں ہوئی۔ سب سے بہتر یہ تدبیر ہے کہ طاعون زدہ محلوں کو بالکل خالی کردیا جائے۔ گو بڑے عرصہ تک مکان کو چھوڑے رکھنے میں تکلیف ضرور ہوتی ہے اور جو مال و اسباب مکان میں چھوڑا جائے اس کا چوروں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا بھی مشکل ہے اور غریب لوگوں کو نقل مکان کرنا بہت دشوار ہے۔ اسیطرح بعض فرقہ مذہبی اور ذاتی خیالات سے بھی نقل مکان پسند نہیں کرتے۔ مگر طاعون سے بچنے کیلئے بظاہر اسباب سب سے بہتر تدبیر یہی ہے۔ گورنمنٹ مذکورہ بالا تمام مشکلات کو رفع نہیں کرسکتی۔ اسلئے ہز آنر لفٹننٹ گورنر نے یہ فیصلہ کردیا ہی کہ وہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کی اختیار میں کچھ رقم صرف کرنے کے لئے دیدینگے۔ اس رقم کے خرچ سے وہ دیہات میں لوگونکو مکانات کو خالی کردینے کی ترغیب دینگے۔ اس بارہ میں کوئی مقررہ قاعدہ وضع نہیں کیا جاسکتا۔ جن دیہات میں زمیندار اپنی مکانات اور اسباب کی حفاظت کے لئے زاید چوکیدار مقرر نہیں کرسکتے۔ گورنمنٹ انکی مکانات خالی کردینے پر اپنی طرف سے زاید چوکیداران کے مال و اسباب کی حفاظت کے لئے مقرر کردیگی۔ ان چوکیداروں کو نگران نمبردار ملازم رکھیگا جن مقامات میں مکانات کو بڑے پیمانہ پر خالی کیا جائیگا۔ وہاں گورنمنٹ چوروں کی نگرانی رکھنے کے لئے پولیس کے پٹرول مقرر کردیگی۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ چھپر ڈالنے کا اسباب مہیا کرنیکا صرف اپنے ذمہ لیلیگی۔ جن دیہات میں گورنمنٹ سے نقد امداد لئے بغیر کامیابی کیساتھ مکانات کو دیہاتی خالی کردیں گے۔ انکو گورنمنٹ انعام بھی دیگی۔ اسیطرح جسے ان تدابیر کے اختیار کرنے کی راہ میں جسقدر مذہبی و معاشرتی رکاوٹیں حایل ہوں۔ انکی دور کردینے والونکو بھی انعام دیا جائیگا + شہرونکی نسبت میونسپل کمیٹیونکو گورنمنٹ نے یہ ہدایت کردی ہی کہ باشندونکی رہایش کے لئے جگہ مقرر کرنے اور غریبونکے رہنے کیلئے چھپر بناکر طاعون زدہ محلوں کے لوگونکو مکانات چھوڑ دینے کی ترغیب دیجاوے۔ یہ سب تدابیر نہایت عمدہ ہیں اگر انپر عمل کیا جاوے تو اس مہلک مرض کا کچھ نہ کچھ انسداد ضرور ہوسکتا ہے۔ اس ریزولیوشن میں پھر ٹیکہ طاعون کے لگانیکی نسبت آسانیاں کردینے اور چوہوں کو ہلاک کردینے کی تدبیر کا ذکر ہے۔ اسکے بعد مکانات کو گرمی پہنچانیکا فائدہ بیان کیا گیا ہے۔ غریبونکو ایندھن یا کوئلہ اپنے مکان کو گرمی سے ڈس انفکٹ کرنیکیلئے مفت دیئے جائیں گے۔ گورنمنٹ نے طاعون کا مقابلہ کرنے یعنی ان تدابیر کے اختیار کرنے کیلئے پبلک سے بھی امداد طلب کی ہی اور وہ ان تدابیر پر عملدرآمد کرنے میں سرکاری حکام کے ہاتھ بٹائیں۔ ڈاکٹروں کو ہدایت کردیگئی ہے کہ وہ تمام طاعونی مریضوں کا علاج کریں گورنمنٹ نے ہر ایک ضلع کو کہ جہاں طاعون کا سخت زور ہوگا ان تدابیر کے اختیار کرنے کیلئے بیس بیس ہزار روپیہ امداد دینے کا ارادہ کرلیا ہے + آخر میں تمام میونسپل کمیٹیوں اور لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا گیا کہ طاعون سے بچنے کے لئے صفائی کا خیال رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اور اصولِ حفظانِ صحت اور شہروں کے گلی کوچے اور مکانات کی صفائی پر خاصکر توجہ دینی ضروری ہے۔

نہپھرہ کی قیمت کا اشتہار صفحہ ۱۶ پر دیکھو۔

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ۱۱ نومبر ۱۹۰۷ء بوقت ظہر

سائیں عالم دین صاحب ساکنہ وارووال نے اپنے مجاہدات کا حال سنایا اور طرح طرح کے الہامات اور کشوف بیان کئے اور ایسے ایسے حیرت انگیز مقامات کا ذکر کیا جہاں وہ خود بخود پہنچ کر کل نبیوں اور پیغمبروں سے اپنے آپ کو افضل اور اعلےٰ سمجھتے تھے۔ اور (معاذ اللہ) بذات خود خدائی کے دعویدار بن بیٹھتے تھے اور کبھی خیال کرتے تھے کہ میں خالق اور مخلوق میں درمیانی واسطہ اور وسیلہ ہوں اور خلقت میری محتاج ہے اور پھر اپنے آپ کو بالکل بے پرواہ اور بے نیاز سمجھتے تھے بیان کرتے تھے کہ آئندہ مجھ سے کچھ نشان ظاہر ہوں گے۔ اور عجیب تر یہ کہ حضرت اقدس سے مخاطب ہو کر یہ بھی کہنے لگ جاتے تھے کہ میں آپ کو مسیح اور مہدی سمجھتا ہوں اور ایسا اولوالعزم امام مانتا ہوں کہ جیسا نہ آگے کبھی ہوا اور نہ ہوگا اور ساتھ ہی آنحضرت صلعم کی اتباع کا بھی دم بھرتے تھے۔ غرض ایک فقرہ تو ایسا بولتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ سائیں صاحب اپنے آپ کو تمام دنیا سے اعلےٰ اور زکی النفس خیال کرتے ہیں اور ساتھ ہی کل ذات اور کل فعل والے سبقوں کی عجیب عجیب تجلیات سناتے تھے۔ لیکن پھر باتوں ہی باتوں میں اپنے آپ کو حقیر ذلیل اور کچھ کا کچھ سمجھنے لگ جاتے تھے۔ غرض بیچارے (خدا اپنے فضل و کرم سے ان پر رحم کرے) پیچ در پیچ مشکلات میں پھنسے ہوئے تھے اور فیج اعوج کی مقرر کردہ منزلوں کو طے کرتے کرتے عجیب و غریب آثار چڑھاؤ میں مشغول تھے اور مصیبت پر مصیبت یہ تھی کہ اس قسم کے معاملات سے اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ گئے تھے۔ اور خودستائی اور کبریائی کی منازل میں بھی کافی گذر کر چکے تھے۔ اسی لئے وہاں کے احمدی احباب نے سائیں صاحب کو مخبوط الحواس اور پاگل خیال کر کے نماز کے لئے امام بنانا چھوڑ دیا۔ اور ان کے پیچھے نماز کا ادا کرنا ناجائز جانا۔ سائیں صاحب موصوف کی اس قسم کی سرگذشت سُن کر۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا میں مختلف طبقات کے انسان پائے جاتے ہیں۔ مگر مسلمان تو انسان اسی صورت میں رہ سکتا ہے جب سچے دل سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاوے اور پورے طور سے اس پر کاربند ہو جاوے۔ اور اس کے بعد قرآن شریف پر ایمان رکھے کہ وہ خدا تعالےٰ کی سچی اور کامل کتاب ہے۔ اور وہی ایک کلام ہے جس پر خدا کی مُہر ہے۔ انسان کو اسی کے مطابق عمل درآمد کرنا چاہیئے۔ اور اسی کے بتائے ہوئے احکام پر چلنا اور آنحضرت صلعم کے دکھائے ہوئے نمونہ پر کاربند ہونا ہی صراط مستقیم ہے اس کے سوائے کوئی تحریر کشف رویا یا الہام بغیر مُہر کے جائز نہیں۔ جبتک کسی الہام پر خدا کی مُہر نہ ہو وہ ماننے کے لائق نہیں ہوتا۔ دیکھو قرآن شریف کو عربوں جیسے اشد کافر کب مان سکتے تھے اگر خدا کی مُہر اُس پر نہ ہوتی۔ ہمیں بھی اگر کوئی کشف رویا یا الہام ہوتا ہے تو ہمارا دستور ہے کہ اُسے قرآن مجید پر عرض کرتے ہیں اور اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اگر کوئی الہام قرآن مجید کے مطابق بھی ہو لیکن کوئی نشان ساتھ نہ ہو تو وہ قابل قبول نہیں ہوتا۔ قابل قبول الہام وہی ہوتا ہے جو قرآن مجید کے مطابق بھی ہو اور ساتھ ہی اس کی تائید میں نشان بھی ہوں اگر ایک شخص کہے کہ میں بادشاہ کے دربار سے فلاں عہدہ حاصل کر کے آیا ہوں لیکن اس کے ساتھ کوئی نشان نہ ہو اور بادشاہی سامان اور فوج سپاہ سے بالکل خالی ہو تو صرف یہ کہنے سے کہ مجھے فلاں عہدہ مل گیا ہے اس کی کچھ عزت نہیں ہوگی۔ ہمارا تو یہی ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم وہ معصوم

مسلمان بننے کا طریق

کسی الہام کشف یا رویا کس صورت میں ہم مان سکتے ہیں

ہمارے نبی کریم معصوم اور خاتم الانبیاء تھے

نبی ہے کہ جس پر تمام کمالات نبوت کے ختم ہو گئے ہیں۔ اور ہر ایک طرح کا کمال اور درجہ انہیں پر ختم ہو گیا ہے۔ اور ان پر وہ کامل اور جامع کتاب نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں آئیگی۔ وہ ایسی کلام ہے جس پر خدا کی مُہر ہے اور جو ہزاروں فرشتوں کے ساتھ اور اُن کی حفاظت میں آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی تھی۔ اگر کوئی الہام ہو یا کشف ہو یا وحی ہو جب تک وہ اُس کے ساتھ مطابقت نہ رکھیگی من جانب اللہ نہیں ٹھیر سکتی۔ ہاں اگر کوئی الہام یا وحی اُس کے مطابق ہو اور ساتھ ہی اپنی تائید میں نشانات بھی رکھتی ہو تو سب سے پہلے ہم اس کو قبول کریں گے۔ ہمارا مقدور نہیں کہ ایک ذرہ بھر بھی چون و چرا کریں۔ الہام کشف یا رویا تین قسم کے ہوتے ہیں۔

الہام کی تین قسمیں

۱۔ اول وہ جو خدا کی طرف سے ہوتے ہیں۔ اور وہ ایسے شخصوں پر نازل ہوتے ہیں جن کا تزکیہ نفس کامل طور پر ہو چکا ہوتا ہے اور وہ بہت سی موتوں اور محویت نفس کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جذبات نفسانیہ سے بکلی الگ ہوتا ہے اور اس پر ایک ایسی موت وارد ہو جاتی ہے جو اُس کی تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص جس کے نزدیک ہوتا ہے اُسی کی آواز سُنتا ہے۔

۲۔ دوسرے حدیث النفس ہوتا ہے جس میں انسان کی اپنی تمنی ہوتی ہے اور انسان کے اپنے خیالات اور آرزوؤں کا اس میں بہت دخل ہوتا ہے اور جیسے مثل مشہور ہے بلی کو چھیچھڑوں کی خوابیں وہی باتیں دکھائی دیتی ہیں جن کا انسان اپنے دل میں پہلے ہی سے خیال رکھتا ہے۔ اور جیسے بچے جو ان کو کتابیں پڑھتے تورات کو بعض اوقات وہی کلمات اُنکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں یہی حال حدیث النفس کا ہے۔

۳۔ تیسرے شیطانی الہام ہوتے ہیں۔ ان میں شیطان عجیب عجیب طرح کے دھوکے دیتا ہے کبھی سُنہری تخت دکھاتا ہے اور کبھی عجیب و غریب نظارے دکھا کر طرح طرح کے خوش کن وعدے دیتا ہے۔ ایک دفعہ سید عبد القادر رحمۃ اللہ کو شیطان اپنے زرین تخت پر دکھائی دیا اور کہا کہ میں تیرا خدا ہوں میں نے تیری عبادت قبول کی۔ اب تجھے عبادت کی ضرورت نہیں رہی جو چیزیں اب اوروں کے لئے حرام ہیں وہ سب تیرے لئے حلال کر دی گئی ہیں۔ سید عبد القادر رحمۃ اللہ نے جواب دیا کہ دور ہو اے شیطان جو چیزیں آنحضرت صلعم پر حلال نہ ہوئیں وہ مجھ پر حلال کیسے ہو گئیں۔ پھر شیطان نے کہا کہ اے عبد القادر تو میرے ہاتھ سے علم کے زور سے بچ گیا ورنہ اس مقام پر کم لوگ بچتے ہیں۔

یہ سُن کر سائیں صاحب بول اُٹھے کہ میں کیا ہوں اور کس مرتبے پر ہوں۔ اور میرا کیا حال ہے؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ مجھے کچھ علم نہیں کہ تم کس مرتبہ پر ہو توبہ و استغفار بہت کرو۔ اور یہ باتیں میں صرف تمہارے لئے نہیں کہتا بلکہ ہر ایک کیلئے کہتا ہوں۔ ہماری جماعت میں کوئی پچاس ساٹھ آدمی کے قریب ہونگے جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں۔ دیکھو

جماعت کے لئے نصیحت

آنحضرت صلعم نے جو صاحب وحی ہونے کا دعوے کیا تھا تو وہ بے نشان نہیں تھا۔ کافروں نے جب ثبوت مانگا تھا کہ آپ کی وحی کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل کیا ہے تو اُن کو جواب دیا گیا تھا۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۱۳/۱۲ یعنے یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں انکو

دو گواہیاں

کہدے کہ میرے پاس دو گواہیاں ہیں – ۱۔ ایک تو اللہ کی کہ اُس کے تازہ تازہ نشانات میری تائید میں ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جن کو کتاب اللہ کا علم دیا گیا ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ مَیں سچا ہوں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا نام غیب بھی ہے۔ وہ نہاں در نہاں اور پوشیدہ سے پوشیدہ ہے کسی کا حق نہیں کہ کسی بات کو خدا کا الہام سمجھ لے جبتک کہ خدا کا فعل اسپر شہادت نہ دے۔ شہادت بغیر تو کوئی کام نہیں چلتا۔ اگر شہادتوں یعنے خدا کے نشانوں سے یہ بات ثابت ہو جاوے کہ یہ الہام خدا کی طرف سے ہے تو سب سے پہلے ایمان لانیوالے ہم ہیں۔ ایسا قیل و قال تو قابل اعتبار نہیں ہوتا خدا کے فعل کی اس کے ساتھ شہادت ہونی چاہیئے ہماری جماعت کے مولوی عبد اللہ صاحب تیماپوری اپنے خطوط کے ذریعہ سے بہت کچھ الہامات اور کشوف لکھا کرتے تھے آخر نتیجہ یہ ہوا تھا کہ چند دنوں کے بعد اُن کو جنون ہو گیا تھوڑے دن گذرے ہیں کہ قادیان میں آکر ایسے الہامات سے اُنھوں نے توبہ کی اور نیز میری بیعت کی مَیں مانتا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ حق ہیں اور خدا کے اولیا مخاطبات اللہ سے شرف پاتے ہیں لیکن یہ مقام بغیر تزکیہ نفس کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا اور بغیر تزکیہ نفس کے شیطان انہی باری کرتا ہے۔ علاوہ اس کے سچے الہام کے لئے ہمیر تین گواہ ہوئے ہیں – (۱) اپنی پاک حالت (۲) خدا کے نشانوں کے ساتھ گواہی (۳) تیسرے الہام کی کلام الٰہی سے مطابقت۔

یہاں پر پھر سائیں صاحب کہنے لگے کہ پھر میرے ایمان کا کیا حال ہے ؟۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ میرا کام تو ایک حق بات کا پہنچا دینا ہے آگے فائدہ اور نقصان صرف تمہارے لئے ہوگا دوسرے کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تم توبہ اور استغفار بہت کرو۔ اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو۔

سائیں صاحب بولے کہ پھر یہ جو مجھے سیر ہوتے ہیں۔ اور عجیب عجیب مقامات دیکھنے میں آتے ہیں کیا یہ یونہی ہیں۔ اور کیا ان کی اصلیت کچھ بھی نہیں ؟

ہم کس سیر کے قائل ہیں

حضرت اقدس نے فرمایا۔ ایسی سیروں کا تو مَیں قائل ہی نہیں۔ ہم تو آں حضرت صلعم کی سیر کے قایل ہیں جنھوں نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سر جھکا دئیے۔ قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ شیطان کی طرف سے بھی وحی ہوتی ہے اور خدا کی طرف سے بھی ہوتی ہے جو وحی خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ اُس میں ایک تاج عزت پہنایا جاتا ہے اور خدا کے بڑے بڑے نشان اس کی تائید میں گواہ بن کر آتے ہیں۔

سائیں صاحب نے آداب رسول کا لحاظ نہ کر کے پھر قطع کلام کیا اور بولے کہ پھر میرے اختیار میں کیا ہے ؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ تم قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرو۔ اور ایسی باتیں زبان پر نہ لاؤ جن کا تمہیں علم نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۱۵/۱۴ تم نیکی کی طرف پورے زور سے مشغول ہو جاؤ اور اعمال صالحہ

تزکیہ نفس

بجا لاؤ اگر تمہاری حالت اس لائق ہو گئی اور تم نے پورے طور پر اپنا تزکیہ نفس کر لیا تو پھر خدا کے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بھی حاصل ہو سکتا ہے اکثر لوگ آجکل ہلاک ہو رہے ہیں اُنکی یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی حالت کا مطالعہ نہیں کرتے اور اُس تعلق کو نہیں دیکھتے جو وہ خدا سے رکھتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ کس زور سے خدا کی طرف جا رہے ہیں۔ اور کیسے کیسے مصائب کے نیچے ثابت قدم نکلے ہیں اور ابتلاؤں میں پورے اُترے ہیں۔ انسان کو چاہیئے

انسان کا کام صرف اعمال صالحہ کر کے دکھانا ہے

کہ اپنا فرض ادا کرے اور اعمال صالحہ میں ترقی کرے الہام کرنا اور رویاء دکھانا یہ تو خدا کا فعل ہے اس پر ناز نہیں کرنا چاہیئے اپنے اعمال کو درست کرنا چاہیئے خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۳۰/۲۲

خیر البریہ کون ہیں

یہ نہیں کہا کہ جن کو کشوف اور الہامات ہوتے ہیں وہ خیر البریہ ہیں۔ یاد رکھو ایسی باتیں ہرگز زبان پر نہ لاؤ – جو قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف ہوں۔ اس قسم کے الہامات کچھ چیز نہیں۔ دیکھو بارش کا پانی سب کو خوش کرتا ہے مگر پرنالہ کا پانی لڑائی

کمیاب مثالیں

ڈالتا ہے۔ اور فساد پیدا کرتا ہے – جن الہامات کی تائید میں خدا کا فعل نہیں ہوتا اور نشانات الٰہیہ گواہی نہیں دیتے وہ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پرنالہ کا پانی – مثلاً ایک شخص ایسا ہے کہ نہ اُس کے سر پر پگڑی ہے اور نہ پاؤں میں جوتی – پھٹے پُرانے کپڑے اور ابتر سی حالت ہے اور پھر کہے کہ مَیں بادشاہ ہوں اور اس ملک کی سب فوجیں میرے کہنے پر عمل کرتی ہیں تو ایسا شخص سوائے سودائی کے اور کون ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ قول بغیر فعل کے کچھ چیز نہیں اور یہ آیت کہ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۱۳/۱۲ اس میں ایک عجیب نکتہ ہے۔ یعنے اگر خدا میری گواہی دیتا ہے تو مانو ورنہ نہ مانو۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں وہ الہام درج ہے جو خدا نے مجھے کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ قُلْ عِنْدِيْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔ قُلْ عِنْدِيْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ – یعنے ان کو کہدے کہ میرے پاس میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم خدا کی گواہی

خدا کی شہادت

قبول کرتے ہو یا نہیں۔ دیکھو براہین احمدیہ میں یہ سلسلہ الٰہی شروع ہی ہوا تھا۔ کہ ساتھ اسکے خدا کی شہادت بھی موجود ہو گئی۔ سارے انبیا اولیا کا اسی پر اتفاق ہے۔ کہ بغیر کسی شہادت کے دعویٰ کرنا جنون ہے۔

سائیں صاحب نے کہا کہ مَیں تو آپ کو مسیح اور مہدی مانتا ہوں اور دوسرے لوگوں کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھتا ہوں۔ یہ احمدی لوگ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اسکی بابت کیا حکم ہے ؟

حضرت اقدس نے فرمایا۔ اگر توبہ کر لو اور زبان بند رکھو اور قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف کوئی بات نہ کہو تو پھر یہ نماز پڑھ سکتے ہیں بغیر دلائل قویہ اور براہین قاطعہ کے دعوےٰ کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنے آپکو آگ میں ڈالنا۔ یہ کہنا کہ مَیں فلاں نبی ہوں یا فلاں رسول سے افضل ہوں یہ کفر کے کلمات ہیں۔ دلیر تو کسی کی حکومت نہیں زبان سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ دُنیا میں زبان سے ہی سب کام چلتے ہیں دیکھو عورت اور مرد کا آپس میں نکاح

زبان کو قابو میں رکھو

ہوتا ہے تو صرف زبان سے ہی اقرار لیا جاتا ہے اور صرف اتنا کہنے سے کہ مَیں تجھے طلاق دیتا ہوں انکا یہ سب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسی ایسی دعوے کرنے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی تکذیب کرتا ہے۔ اگر خدا کا خوف ہو تو پھر انسان ایسا نہیں کرتا۔ اگر آپ زبان کو بند رکھیں تو بہتر ورنہ یاد رکھو اسکا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔ ؎

ہر چہ دانا کند کند ناداں – لیک بعد از کمال رسوائی

سائیں صاحب نے کہا۔ تو کیا مَیں یہ سب باتیں جھوٹ کہتا ہوں۔ حضرت

مشنری لیڈی کی شکایت

صوبجات متحدہ آگرہ سے کسی مشنری لیڈی نے اخبار انگلشمین کلکتہ میں ایک چٹھی چھپوائی ہے۔ اس میں وہ لکھتی ہے۔ کہ میں دس سال سے اپنا کام کر رہی تھی۔ عورتوں کی طرف سے کہ جن کا اور جن کے بچوں کا میں علاج کرتی تھی اور ان کے رشتہ دار مردوں کی طرف سے میرے ساتھ اچھا سلوک ہوتا تھا۔ چونکہ میں کسی قدر ڈاکٹری سے واقف تھی اس لئے ہر ایک گھر میرے لئے کھلا تھا۔ اگرچہ میں جس مشن سے متعلق ہوں اس نے کچھ بہت تعداد عیسائی نہیں بنائی لیکن جو کام وہ کر رہا ہے وہ نیک ہے۔ مجھے عورتوں کو سکھلانے پڑھانے کی کھلی اجازت تھی۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ میں کئی معاملات میں ان کی واقفیت بڑھا رہی ہوں۔ میں انہیں پسند کرتی تھی اور وہ مجھے چاہتی تھیں۔ اور میرے دل پر ہندوستانی عورتوں کی خانگی زندگی کا ایسا اثر ہوتا تھا۔ کہ جو ظاہر نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب یکلخت تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ اب میری طرف غصہ اور شبہ کی نظریں ڈالی جاتی ہیں جو دروازے میرے لئے ہمیشہ کھلے تھے وہ اب بند کر لئے جاتے ہیں۔ اور جہاں کہیں میں جاتی ہوں یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں مخبر ہوں۔ کہ جس کی ہر ایک حرکت پر نگاہ رکھنی چاہئے اور جس کی کسی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے۔

اس تبدیلی کی وجوہات تلاش کرتے مشنری لیڈی کو پتہ لگا ہے کہ یہ سب ایک عورت کی کارستانی ہے جو پہلے پہل اسی مشنری لیڈی کے پاس آئی اور یہ معلوم کر کے کہ لیڈی اکثر عورتوں سے آشنا ہے اس سے درخواست کی۔ کہ وہ اس کے لیکچر کے لئے جو ہندو فلاسفی پر ہوگا عورتوں کو بلوا دے۔ عورتوں سے تعارف حاصل کر کے اس عورت نے لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا ہے۔ اس کا اثر یہ تبدیلی تھی۔ ایک خاندان کے ایک ممبر سے معلوم ہوا کہ ساری خرابی اس کی پیدا کی ہوئی تھی۔ اس نے صرف یہی نہیں کہا کہ طاعون اور قحط گورنمنٹ کے پیدا کئے ہوئے ہیں بلکہ اور بھی کئی جھوٹی باتیں پھیلائیں۔ جس خاندان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے ممبر نے مشنری لیڈی سے پوچھا کہ گورنمنٹ اس کھانڈ میں جو ہمارے لئے بنتی ہے گائے کی ہڈیاں کیوں ملاتی ہے۔ مشنری لیڈی نے کہا اس قسم کا کوئی فعل گورنمنٹ نہیں کرتی۔ لیکن اس نے کہا نہیں گورنمنٹ ایسا کرتی ہے کیونکہ بی بی کہتی ہے۔ اس نے پھر کہا گورنمنٹ کنوؤں میں زہر کیوں ڈلواتی ہے۔ اور جب اس کا جواب بھی نفی میں ملا تو اس نے کہا بی بی ایسا ہی کہتی ہیں۔

مشنری لیڈی شکایت کرتی ہے کہ اس عورت نے سب کے دلوں میں زہر بھر دیا ہے۔ خاتمہ پر مشنری لیڈی درخواست کرتی ہے کہ گورنمنٹ کو ایسے مفسدانہ خیالات کی اشاعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ بات دراصل یہ معلوم ہوتی ہے کہ مدراس کے گذشتہ واقعہ کو لیکر جو اخباروں میں چھپتا رہا اور جس میں مشنری لیڈی ایک کنواری لڑکی کو پھسلا کر لے گئی تھیں۔ مشنری لیڈیوں کے داؤ گھات اور زہریلے اثر اور اس کے نتیجے سے کسی نے عورتوں کو آگاہ کیا ہوگا۔ اور مشنری لیڈی کی بے تکلف آمد و رفت سے لوگ محتاط ہو گئے ہوں گے۔ مشنری لیڈی نے اس کے ساتھ ہی ایک کہانی بھی سنی سنائی باتوں پر بنا ڈالی کہ عورتیں مفسدانہ خیالات کی اشاعت کر رہی ہیں۔ جب مشنری لیڈیاں موقعہ پا کر شریف خاندانوں سے بالغ کنواری لڑکیوں اور نوجوان بیواؤں کو پھسلا کر دام فریب میں لے آتی ہیں۔ اور اس قسم کے کسی واقعہ کو خاص شہرت ملتی ہے تو مشنری لیڈیوں سے بے تکلف راہ و رسم رکھنے والے گھر محتاط ہو جاتے ہیں۔ اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ ان کے گھر پر بھی ان مشنری لیڈیوں کے ذریعے وہی مصیبت وارد ہو سکتی ہے۔ لیکن بہت مدت نہیں گذرتی کہ وہ خیال دھوئیں کا بادل بن کر اڑ جاتے ہیں۔

عیسائی مذہب کے زرّین اصول کا موجد مسیح نہ تھا

علم الاخلاق کی گہرائی تک پہنچنے والے اصول بدیہہ شہادت پیش کرتے ہیں جو اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ احکام عشرہ میں وہ اعلیٰ درجہ کا فرمان جو عیسائی دنیا میں اخلاق کا زرین اصول یا سنہری قاعدہ مانا جاتا ہے اور جس کو حضرت مسیح نے بالکل سادہ الفاظ میں متعدد موقعوں پر دہرایا۔ "تو اپنے ہمسایہ سے ایسی محبت کر جیسی اپنی ذات خاص سے کرتا ہے"۔ دیرینہ اصلیت رکھتا ہے ہر چند مارک کے خیال میں اس سے زیادہ وقیع کوئی دوسرا حکم نہیں ہے۔ اور متیھو فرمان مذکورہ کو تمام مذہبی قانون اور پیغمبروں کی تلقین کا لب لباب بتلاتا ہے۔ مگر ہم اس کی تردید میں بالکل سچے اور تاریخی واقعات پیش کرتے ہیں کہ اس فرمان پر ترک وضع کرنے کی عزت مسیح کا حصہ نہیں ہو سکتی جیسا کہ پیشوایان مسیحی مذہب آج تک تسلیم کئے ہوئے ہیں اور بلا تنقید اس کو اپنے مذہب کا سنگ بنیاد جانتے ہیں یہ سنہری اصول مسیح سے پانچ صدی پیشتر ایجاد ہو چکا تھا اور بہت سے یونانی اور مشرقی دانشمند اس کو علم اخلاق کا بہترین اصول قائم کر چکے تھے مثلاً پٹیکس متوطن مائٹیالین جو یونان کے سات دانشمندوں میں سے ایک رکن سمجھا جاتا ہے مسیح سے (۶۲۰) برس پیشتر یہ الفاظ کہہ چکا تھا "اپنے ہمسایہ کے ساتھ وہ بات نہ کر جو تو اس کی طرف سے گوارا کرنا نہیں چاہتا۔ پھر کنفیوشیس چین کا زبردست فلاسفر اور چینی مذہب کا بانی جو جسمانی خدا اور بقائے روح سے منکر ہے ۵ صدی قبل مسیح کہہ چکا تھا" ہر شخص کیساتھ وہ بات کر جو تو اپنے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور وہ بات مت کر جو اپنے ساتھ کرانا نہیں چاہتا" یہ زرین اصول جو احکام عشرہ ہیں باقی کام احکام کی بنیاد مانا گیا ہے اس کی پیشین گوئی خود ارسطو بھی اپنی زبان سے چوتھی صدی قبل عیسوی کے وسط میں کر چکا تھا "ہمکو اوروں کیساتھ ایسا کرنا چاہئے جیسا ہم اوروں سے اپنے ساتھ کیا جانے کی تمنا رکھتے ہیں۔ بالکل ایک معنی اور قریباً یکساں الفاظ میں زرین اصول کو دیگر مشاہیر تھیلس۔ اسیوکریٹ۔ ارسطیپس۔ فیثاغورث کا مقلد سیکٹس اور اسی طرح کلاسیکل قدامت کے دوسرے فلاسفر مسیح سے کئی صدیاں پیشتر اپنے اپنے الفاظ میں پیش کر چکے ہیں اسی طرح ایک قدیم ایرانی ضرب المثل ہے۔ آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔ ان شہادتوں کے انبار سے صاف ظاہر ہے کہ سنہری اصول متعدد النسب حیثیت رکھتا ہے یعنے وہ مختلف اقوام کے چکر میں پڑ کر پشت در پشت اپنے الفاظ میں جزوی ترمیم کے ساتھ چلا آیا ہے اور اس کی ایجاد کا حق مدعیوں میں سے کسی واحد شخص کی ملک نہیں ہو سکتا ؛

کارخانہ الحکم کا رعایتی اعلان

مفصل اشتہار الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء میں ضمیمہ شائع ہو چکا ہے

تفسیر سورۃ البقرہ۔ یہ تفسیر ایڈیٹر الحکم نے حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید کے لئے ہوئے نوٹوں سے انکی پرانی یادداشتوں اور تحریروں سے لئے ہوئے نوٹس کی بنا پر مرتب کی ہے۔ اور سلیس اور آسان زبان میں قرآن کریم کے حقائق اور معارف کو بیان کرنیکی کوشش کی ہے۔ بڑے بڑے ججوں اور تعلیم یافتہ لوگوں نے اسکو نہایت قدر کی نظر سے دیکھا ہے قیمت ۱؎ رعایتی قیمت عہ (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

حقیقت نماز۔ کتاب کا مضمون نام سے ظاہر ہے اسمیں نماز کی حقیقت۔ ارکان نماز کا فلسفہ۔ نماز کے متعلق ضروری مسائل مخالفوں کے اعتراضوں کے جواب اور آخری پارہ قرآن مجید کی چند سورتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے عام طور پر اس کتاب کو پسند کیا گیا ہے قیمت عہ رعایتی قیمت ۱۲ ار (ایکہزار درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

سلک مروارید ہر دو حصہ۔ یہ ایک عجیب مذہبی رسالہ ہے جو مستورات کے فائدہ کیلئے لکھا گیا ہے اور قصہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے اسمیں مستورات کو عیسائی عورتوں کی ہتھکنڈوں سے آگاہ کرنیکی لئے اور اسلام کی عظمت انکے دلوں میں قایم کی گئی ہے۔ قابل دید یہ رسالے ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ۸ر رعایتی قیمت ۵ر

مراۃ الجہاد۔ مسئلہ جہاد پر ایک مبسوط اور مفصل بحث۔ اس مسئلہ پر آریوں اور عیسائیوں کے اعتراضوں کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں خصوصاً لیکھرام مقتول آریہ کے رسالہ جہاد کا جواب ہے۔ قیمت عہ رعایتی قیمت عہ

مجربات نوردین۔ حضرت حکیم الامۃ مولوی حکیم نورالدین صاحب کے طبی مجربات یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جو سالہا سال تک آپ نے زر کثیر اور اپنی عمر کا ایک گرانمایہ حصہ خرچ کر کے جمع کیا ہے اور اسمیں صرف وہ نسخہ جات ہیں جو آپ کے صدہا مرتبہ تجربہ کئے ہیں۔ ایسے مجربات کو اطبا ہمیشہ چھپایا کرتے ہیں مگر حضرت حکیم الامۃ کی فیاض اور نفع رسان طبیعت نے انہیں عام کر دیا ہے کارخانہ الحکم نے انہیں چھپوایا ہے دو جلدیں طیار ہیں ان مجربات کو پڑھکر ہر شخص اس فن سے فایدہ اٹھا سکتا ہے۔ کیونکہ نہایت ہی مختصر۔ صاف اور سلیس طور پر اسے لکھا گیا ہے قیمت ہر دو حصہ ۱؎ رعایتی قیمت عہ

رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء۔ ۱۸۹۷ء کے اس جلسہ کی مکمل رپورٹ ہے جو قادیان میں ہوا تھا۔ اس میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین زبردست تقریروں کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ اور مولوی عبدالکریم مرحوم کی تقریریں بھی شامل ہیں یہ رپورٹ نہایت گرانقدر حقایق کا مجموعہ ہے اور روحانی اصلاح کے لئے ایک مفید ذریعہ ہے قیمت عہ رعایتی قیمت ۶ر (صرف ۲۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہو سکے گی)

برہان الحق۔ ایک عیسائی نومسلم کی تصنیف جس میں اس نے عیسائیت کے اصولوں پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور اس رسالہ کا جواب عیسائی نہیں دے سکے قیمت ۳ر رعایتی قیمت ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف قیمت ۲ر رعایتی قیمت ار (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

نور القرآن حصہ دوم۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زبردست اور صلیب شکن تصنیف جو فتح مسیح ایک زبان دراز عیسائی کے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی اور اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور قرآن مجید کی عظمت اور اسلام کی خوبیوں کو عیسائی مذہب کے مقابلہ میں دکھایا ہے قیمت ۴ر رعایتی قیمت ۳ر

آریہ دھرم۔ آریوں کے مسئلہ نیوگ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زور قلم کا نتیجہ قیمت ۴ر رعایتی قیمت ۳ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ مضمون نام سے ظاہر ہے یہ رسالہ حضرت اقدس کی تقریر اور آپ ہی کے ایک خط کا مجموعہ ہے۔ تین مرتبہ چھپ چکا ہے قیمت ۲ر رعایتی قیمت ار (صرف ۳۰۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی)

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں۔ یہ وہ مضامین ہیں جو حضرت اقدسؑ نے اپنی بعثت اور ماموریت سے پہلے ملک کے مشہور اور زبردست اخبارات اور رسایل میں شایع کئے ہیں قیمت ۲ر

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

مسلمان برّ اعظم یورپ کے انگریزی مقبوضات میں

پیرس (دار السلطنۃ فرانس) کے نامور میگزین "دنیائے اسلام" میں اس عنوان سے ایک مضمون چھاپا گیا ہے مضمون نگار لکھتا ہے کہ انگریزی مقبوضات یورپ میں جسقدر مسلمان موجود ہیں انکی صحیح صحیح تعداد معلوم کرنی مشکل ہے۔ شاید اُن کی تعداد ایک ہزار ہو۔ اور اگر مسلمان ملاح اور وہ ترک اور عرب اور مصری مسلمان بھی شامل کرلئے جائیں جو چند روز یا چند ہفتے کے لئے قیام کرتے ہیں تو شائد انکی تعداد اس سے دوچند یا سہ چند ہو جائے۔ کیونکہ ہر ایک انگریزی بندرگاہ میں تقریباً پچاس سے دو سو تک مسلمان پائےجاتے ہیں۔

جو مسلمان قیام پذیر ہیں۔ اور جو اکثر تاجر ہیں۔ یا ہوٹلوں کا اہتمام کرتے ہیں یا طالب علم ہیں وہ چند ایرانیوں اور چند ہندوستانی مسلمانوں کے سوا سب کے سب سُنّی مذہب کے ہیں مسلمانوں کی بڑی تعداد لورپول میں ہے۔ جہاں شیخ الاسلام عبد اللہ کوئلیم رہتے ہیں۔ اس نامور شخص کی سرگرمی سے اخیر بیس سال کے عرصہ میں چھ سو کے قریب انگریز مسلمان ہو چکے ہیں۔ شیخ عبد اللہ کوئلیم ۱۸۵۶ء میں لورپول میں پیدا ہوئے۔ اسی شہر میں تعلیم پائی۔ اور ۱۸۷۸ء میں وہ وکیل بنائے گئے۔ ۱۸۸۴ء میں وہ اول اول مراکو کی سیر و سیاحت کو گئے۔ اس سے ایک سال بعد انہوں نے مذہب اسلام قبول کیا اور ۱۸۸۷ء میں لورپول میں ایک اسلامی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ اسوقت سے دنیائے اسلام کے ساتھ اُن کا تعلق بڑھتا گیا۔ ۱۸۸۹ء میں انہوں نے شاہ گجلکلاہ ایران سے ملاقات کی ۱۸۹۱ء میں وہ قصر یلدز میں سلطان کے مہمان ہوئے۔ ۱۸۹۳ء میں انہوں نے مراکو کا دوسری بار سفر کیا۔ اور سلطان مراکو سے ملاقات کی۔ اور فاس کے اسلامی مدرسے سے تحصیل علم کی سند حاصل کی۔ ۱۸۹۴ء میں وہ سلطان عبد الحمید خاں کیطرف سے لاغوس (افریقہ) کو گئے اور انہوں نے سلطانی تمغہ وہاں کے فرمانروا محمد شتابے کو پہنایا۔ ۱۸۹۵ء میں انکی ملاقات پرنس نصر اللہ سے ہوئی۔ جو امیر عبد الرحمن خانصاحب مرحوم فرمانروائے افغانستان کے بیٹے ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں وہ لورپول میں سلطان کیطرف سے نائب کونسل مقرر ہوئے ۱۸۹۸ء اور ۱۹۰۰ء میں جلالتمآب سلطان عبد الحمید خاں کی حضور میں حاضر ہونیکا پھر انکو اتفاق ہوا۔ آخری سن میں دار السلطنۃ فرانس میں شاہ ایران مظفر الدین شاہ سے انکی ملاقات ہوئی۔ سلطان عبد الحمید خاں نے انکو اعزاز و احترام کے کئی تمغے اور نشان عطا فرمائے ہیں۔ امیر افغانستان نے بھی انکو سونے کا میڈل اور (۱۵۰۰) پونڈ کا عطیہ مرحمت کیا ہے۔

انگریز مسلمانوں کی طرف سے ایک ہفتہ وار اخبار "ہلال" کے نام سے انگریزی زبان میں نکلتا ہے جو لورپول سے شایع کیا جاتا ہے۔ یہ اخبار پندرہ سال سے نکلتا ہے اور اس کے ۱۶ صفحے ہوتے ہیں اسمیں عام طور پر دنیا کے مسلمانوں کے اور خاص طور پر انگلستان کے مسلمانوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔ انگریز مسلمانوں کیطرف سے ۳۲ صفحات کا ایک ماہوار رسالہ بھی نکلتا ہے جسکا نام "اسلامی دنیا" ہے جسمیں مختلف مضامین درج کئے جاتے ہیں۔ اس کے ایڈیٹر خود شیخ الاسلام عبد اللہ کوئلیم ہیں۔ لورپول کی اسلامی انجمن ایک قدیم شاندار عمارت میں ہے۔ اسی عمارت میں ایک مدرسہ اور ایک کتب خانہ اور ایک عجائب خانہ اور ایک کیمیا خانہ اور اور ایک کمرہ مطالعہ کتب و اخبارات کے لئے ہے۔ اسکی پشت پر مسجد ہے جسمیں انگریز مسلمان جمع ہوکر نماز پڑھتے ہیں۔ بدھ کی شام کو یہ مسلمان جمع ہوکر اخلاقی اور تمدنی مضامین پر بحث کرتے ہیں۔ اور انجمن کے انتظامی معاملات پر غور کرتے ہیں۔ اتوار کی شام کو مذہبی لیکچر سنتے ہیں۔ علاوہ اسکے ایک یتیم خانہ بھی ہے۔ جس میں ہر مذہب اور ہر گروہ کے یتیم بچے پرورش پاتے ہیں شیخ عبد اللہ کوئلیم چاہتے ہیں (۴۵۰۰) پونڈ کے خرچ سے ایک شاندار مسجد لورپول میں تعمیر کرائیں مگر اسقدر روپیہ سردست موجود نہیں ہے۔ انکی تمنا ہے کہ دنیائے اسلام اس کام کے لئے فیاضی سے چندہ دے۔

جزائر برطانیہ میں جو مسلمان ہیں اُن میں سے صرف لورپول میں ۴۲۰ سُنّی مسلمان ہیں جنمیں سے ۴۰۰ مسلمان انگریز قوم کے ہیں۔ بیس ترک اور مصری اور مراکشی اور حبشی مسلمان ہیں۔ تمام جزایر برطانیہ میں صرف یہی ایسا شہر ہے۔ جسمیں مسجد ہے۔ مانچسٹر میں (۸۰) مسلمان ہیں ان میں سے ۷۷ سنّی ہیں۔ ان کی تقسیم اسطرح ہوتی ہے کہ منجملہ ان کے (۴۵) ترک اور شامی ہیں ۲۰ مغربی ہیں اور ۱۲ انگریز ہیں۔ باقی ۸۰ مسلمانوں میں ۳ شیعہ ہیں۔ جو ایران کے باشندے ہیں۔

ساوتھ پورٹ میں ۱۲ سنّی مسلمان ہیں جن میں سے چھ انگریز ہیں اور ایک ہندوستانی۔ لنڈن میں ۱۶۲ مسلمان ہیں اُن میں سے ۱۰۷ مسلمان سنی اور ۵۵ شیعہ ہیں۔ سنیوں میں سے ۷۰ ہندوستانی ۲۵ ترک اور ۱۲ انگریز ہیں۔ شیعوں میں ۵۰ ہندوستانی اور ۵ ایرانی ہیں۔

لنڈن میں جو مسلمان ہیں اُنمیں سے اکثر وہ ہیں جو تحصیل علم کے لئے یہاں آئے ہیں اولڈہم اور براڈفورڈ میں بھی کچھ مسلمان ہیں۔ ہل میں ۹ سنی مسلمان ہیں جن میں سے ۵ عرب اور ۴ ترک ہیں۔ اسکاٹ لینڈ میں ۵ مسلمان۔ اڈنبرا میں۔ اور ۲۰ گلاسگو میں اور چند مسلمان اور شہروں میں ہیں۔ آئرلینڈ میں ۱۲ مسلمان ہیں جنمیں سے ۱۰ انگریز ہیں۔ اور ایک خاص آئرش اور ایک مصری مسلمان ہے۔ جزیرہ مین میں ۱۰ مسلمان ہیں۔ جزائر نارتھ مین میں ایک مسلمان ہے جبرالٹر میں ۶۰ مسلمان ہیں انمیں سے اکثر مراکو کے باشندے ہیں اور سب سنی مسلمان ہیں یہاں ایک مسجد بھی ہے۔ مالٹا میں بھی ۶۰ مسلمان ہیں انمیں سے ۳۵ طرابلس (شمالی افریقہ) کے رہنے والے ہیں۔ اور باقی ٹیونس اور الجزایر کے مسلمان ہیں۔ یہ بیچارے مسلمان باربرداری اور مزدوری کا کام کرتے ہیں۔ اور نہایت محنتی اور جفاکش ہیں۔ اور اٹلی والے مزدوروں سے کم اجرت پر کام کرتے ہیں۔ ہر سال مالٹا میں تقریباً (۱۵۰) مسلمانوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ جبرالٹر پر مسلمانوں کا قبضہ ۷۱۱ء سے ۱۳۰۹ء اور ۱۳۳۳ء سے ۱۴۶۲ء تک رہا اور مالٹا پر ان کا تسلط ۸۷۰ء سے ۱۰۹۰ء تک تھا۔ مالٹا کی زبان میں مسلمانوں کی زبان کا عنصر آج تک موجود ہے اور مالٹا والوں کے خط و خال میں عربی خط و خال کی جھلک پائی جاتی ہے ۱۸۴۷ء میں دولت عثمانیہ نے پانچہزار پونڈ کے صرف سے ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی تھی ۱۸۷۰ء میں سسلی کے مسلمانوں کے اس جزیرہ میں ایک شاندار قلعہ بھی بنایا تھا۔

(انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڑھ)

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

فرمایا۔ یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم انبیاء کو گالی نکالتے ہیں حالانکہ کسی کو وفات یافتہ کہنا گالی نہیں ہوتی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وفات پاگئے تو اور کون ہے جو زندہ رہے انہوں نے خود مرکر دکھایا کہ سب نبی فوت ہوگئے ہیں اور پھر معراج کی رات میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسےٰ کو وفات یافتہ انبیاء میں دیکھا۔ اصل میں گالی

انبیاء کو کون گالی نکالتا ہے

تو یہ لوگ نکالتے ہیں۔ جو افضل الرسل سید المعصومین کو (معاذ اللہ) شیطانی مس سے آلودہ سمجھتے ہیں اور حضرت عیسےٰ کو پاک سمجھتے ہیں۔ کتنے اندھیر کی بات ہے۔ کہ یہ لوگ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء سمجھتے ہیں انہیں کا کلمہ پڑھتے اور انہیں کی اُمت سے ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں مگر پھر انہیں سے نافرمان ہوکر انہیں

مسلمان ہوکر آنحضرت صلعم پر الزام لگانا

پر الزام لگاتے ہیں۔ یہ آخری زمانہ ہے اگر عیسائی ہدایت پاجائیں تو پاجائیں مگر یہ لوگ اپنے اس عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے۔ بلکہ اُسی کی تائید پر زور

بے موقع تائید

دیں گے۔ اتنا نہیں سوچتے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ مانگا گیا تھا اور اَو ترقیٰ فی السماء یعنی آسمان پر چڑھ جاؤ کہا گیا تھا۔ تو خدا تعالےٰ نے یہی جواب دیا تھا۔ کہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ۱۵/۱۱ یعنی خدا اس سے پاک ہے۔ کہ وہ اپنے وعدے کا تخلف کرے۔ میں تو ایک بشر رسول ہوں۔ بشر رسول آسمان پر

بشر آسمان پر جا ہی نہیں سکتا

نہیں جایا کرتے۔ اب یہ لوگ جو حضرت عیسےٰ کو آسمان پر چڑھاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اسے بشر بھی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ بشر کے لئے تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اصل میں یہ لوگ اسلام کے سخت دشمن ہیں جس شخص کو آنحضرت صلعم کا پاس نہیں وہ بے ایمان ہے۔ خدا تعالیٰ تو ایک مومن کا بھی پاس

آنحضرت صلعم کا پاس کرو

کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ واللہ ولی المومنین ۳/۱۵ واللہ ولی المتقین ۲۵/۱۸ افسوس کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلعم پر کیسے کیسے الزام لگائے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک چاروں طرف دوڑو کسی سچے مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہوسکتا کہ حضرت عیسیٰ تو مس شیطان سے پاک ہیں لیکن آں حضرت صلعم (معاذ اللہ) پاک نہیں۔ اس بات کا ہمیں کوئی جواب دے۔ بشرطیکہ وہ ایماندار ہو۔ کہ کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یونس سے بھی گئے گذرے ہوگئے ہیں؟ افسوس کہ ان لوگوں نے دین کا ستیاناس کردیا۔ جب کافروں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائی تھیں کہ آپ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ کر دکھادیں اس کے بعد ہمارا آپ سے کوئی جھگڑا نہیں ہوگا بلکہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ تو ہمیں بتلاؤ۔ کہ آنحضرت صلعم نے آسمان پر چڑھنے سے کیوں انکار کردیا تھا اور کیوں کہہ دیا تھا کہ بشر آسمان پر نہیں جاسکتا اور پھر ان لوگوں کے پاس اگر کسی بشر کے آسمان پر جانے کی نظیر

وہ نظیر پیش نہ کرسکے

موجود تھی۔ تو وہ پیش کردیتے۔ کیوں وہ اس جواب کے سنتے ہی خاموش ہوگئے۔ ہمیں بتلاؤ۔ کہ جب انہوں نے آسمان پر چڑھتے دیکھ کر ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا تو کیوں نہ آنحضرت صلعم نے آسمان پر چڑھ کر دکھایا۔ یہ کیوں کہہ دیا کہ سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا ۱۵/۱۱ سبحان کا لفظ اس واسطے بولا گیا ہے۔ کہ سبحان کے معنے ہیں۔ ہر عیب سے مبرا

سبحان کے معنے

لیکن وعدہ کو توڑنا تو سخت عیب ہے۔ خدا نے وعدہ کیا ہوا تھا۔ کہ الم نجعل الارض کفاتا احیاءً وامواتا ۲۹/۱ جس کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کے سمیٹنے کے لئے کافی بنایا

زمین میں ایک کشش ہے

ہے اور اس میں ایک کشش ہے۔ جس کی وجہ سے زمین والے کسی اور جگہ زندگی بسر کر ہی نہیں سکتے۔ اب اگر بشر آسمان پر گیا ہوا مان لیا جاوے۔ تو نعوذ باللہ ماننا پڑیگا۔ کہ خدا نے اپنا وعدہ توڑ دیا۔ غرض اسی کی تائید کے واسطے سبحان کا لفظ بولا گیا ہے۔ کہ اللہ بے عیب ہے، وہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا اور میں تو ایک بشر ہوں بشر آسمان پر نہیں جاسکتا اور پھر دیکھو کہ فلما توفیتنی میں حضرت عیسےٰ کا صاف طور پر اقرار موجود ہے کہ عیسائیوں کے بگڑنے

اور نہیں تو حضرت عیسیٰ کا ہی کہا مانو

کی مجھے خبر نہیں۔ اب ان لوگوں کی یہ عجیب قسم کی مولویت ہے کہ حضرت عیسےٰ تو قیامت کے دن اقرار کریں گے کہ میں دوبارہ زمین پر نہیں گیا اور عیسائیوں کے بگڑنے کا جب ان سے سوال کیا جائیگا تو وہ کانوں پر ہاتھ دھریں گے اور اپنی بے خبری جتلائیں گے لیکن یہ ہیں کہ ان کو دوبارہ اُتار رہے ہیں اب انصاف سے بتلاؤ۔ کہ کیا تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ سوچو تو سہی۔ کہ وہ تو بیچارے بار بار خدا تعالےٰ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ مجھے خبر نہیں کہ عیسائیوں نے مجھے پوجا ہے۔ یا کسی اور کو۔ اور آپ نے خدا یا خدا کا بیٹا بنائے جانے سے لاعلمی ظاہر کریں گے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ قیامت سے پہلے دُنیا میں نازل ہوں گے۔ کسر صلیب کریں گے۔ لڑائیاں کرینگے

کیا حضرت عیسےٰ نے جھوٹ بولا

اور سب مشرکوں کو قتل کرکے مسلمان کردیں گے جس سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ خدا کے سامنے جھوٹ بولیں گے اور باوجود عیسائیوں کے اعتقاد سے خبر رکھنے کے لاعلمی ظاہر کریں گے۔ اور پھر یہ بھی یاد رکھو۔ کہ جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے لئے

مامور من اللہ کی صداقت کے چند نشان

چند نشان ہوا کرتے ہیں۔ جن سے اس کی سچائی پرکھی جاتی ہے۔

پاک تعلیم

اوّل یہ کہ وہ پاک اور صاف تعلیم لے کر آتا ہے۔ جب اس کی تعلیم گندی ہوگی۔ تو اس کو قبول کون کرے گا۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیسی پاک ہے۔ اس میں ذرا بھی شک وشبہ نہیں اور کسی قسم کے شرک کی گنجائش نہیں۔ دوسرا یہ کہ اُس کے ساتھ بڑے بڑے نشان ہوتے ہیں اور

نشانات الٰہیہ

وہ نشان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ بہ حیثیت مجموعی دُنیا میں کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

سابقہ پیشگوئیوں کا وقوع

تیسرے یہ کہ گذشتہ انبیاء کی جو پیشگوئیاں اُس کے متعلق ہوتی ہیں۔ وہ اس پر صادق آتی ہیں۔

حالت زمانہ

چوتھی بات یہ ہے۔ کہ اس وقت زمانہ کی حالت خود ظاہر کرتی ہے کہ کوئی مامور من اللہ آوے۔ پانچویں بات یہ ہے۔ کہ سچے مدعی

مدعی کا تقویٰ اور کشش

کا صدق اور اخلاص استقلال اور تقوےٰ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اور اس میں ایک کشش ہوتی ہے جس سے وہ اوروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ +

امتحان کرلو

تمام قرآن مجید میں یہی موٹی باتیں ہیں جن سے کسی مامور کی سچائی کا پتہ لگتا ہے۔ اب جس کو ایمان کی ضرورت ہے۔ وہ یہی پانچ علامتیں پیش کرکے ہمارا امتحان کرلے اور پھر دیکھو۔ کہ یہ لوگ خود ہی اس بات کو مانتے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرتا ہے۔ لیکن افسوس کہ بقول ان کے چودہویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آیا۔ حالانکہ چوتھائی حصہ صدی کا گذر بھی گیا ہے اور ہزارہا لوگ دین اسلام سے مُرتد بھی ہوچکے ہیں۔ ہر ایک خاندان اور ہر ایک قوم کے لوگ عیسائی بن چکے ہیں ایک وقت وہ تھا کہ اگر ایک مسلمان بھی مُرتد ہوجاتا تھا تو قیامت برپا ہوجاتی تھی۔ لیکن اب تو ہر ایک قوم سادات مغل۔ قریش پٹھان اور ہر ایک طبقہ کے لوگ عیسائی مذہب میں موجود ہیں اور مخلوق پرستی کا وہ طوفان برپا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی۔ ایسا سننے میں نہیں آیا۔ تو اب بتلاؤ۔ کہ جن صدیوں میں

مامور من اللہ کی صداقت کے چند نشانات -

ایسا طوفان نہ تہا - اُن میں تو مجدد آتے رہے لیکن جس صدی میں اسلام کو نیست و نابُود کرنے کے ہزارہا سامان پیدا ہوگئے اور لاکہوں انسان مُرتد ہوگئے اور بے دینی اور فسق و فجور حد سے زیادہ بڑھ گیا اور صدی میں سے پچیس برس گذر بھی گئے - اس میں کوئی مجدد نہ آیا اور جو دعوے کرتا ہے - کہ اس صدی کا مجدد

اس صدی کو کیا ہو گیا

مَیں ہوں تو اُسے دجال سمجھا جاتا ہے اور کذاب اور مفتری خیال کیا جاتا ہے - ان لوگوں کو چاہیئے تہا کہ ہمارے

انجام کو دیکھو

انجام کو دیکھتے - ہم نے ایک سو ساسی نشانات کتاب حقیقۃ الوحی میں نہائیت ہی اختصار کے ساتھ درج کئے ہیں اب ان کو چاہیئے کہ کسی جھوٹے میں وہ نشانات ثابت کریں -

تعلیم کی نسبت سُن لو - کہ ہم ان تمام ناپاکیوں کو دور کرتے ہیں جو آنحضرت صلعم پر لگائی جاتی ہیں - یہ لوگ کہتے ہیں کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہیں - ہم کہتے ہیں کہ وہ افضل الرُسل سید المعصومین رحمۃ للعالمین

سب سے بڑھکر پاک نبی

اور خاتم النبیین ہیں اور مس شیطان سے سب سے بڑھ کر پاک ہیں اور تمام کمالات نبوّت انہیں کی ذات پاک پر ختم ہوگئے ہیں - اسی طرح یہ لوگ کہتے ہیں - کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں - ہم ایمان لاتے ہیں - کہ کوئی بشر آسمان پر نہیں جا سکتا - قرآن مجید میں صاف طور پر سبحان ربّی ھل کنت الا بشراً رسولا ۱۵/۱۰ لکھا ہے اور پھر اسی قرآن مجید میں فلمّا توفیتنی بھی درج ہے - اگر حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے - کسر صلیب کی ہوتی - کافرون کو قتل کیا ہوتا تو کیا اُن کو قیامت کے دن خدا کے حضور میں یہی جواب دینا چاہیئے تہا کہ مجھے عیسائیون کے بگڑنے کی خبر نہیں ؟ باوجودیکہ دوبارہ آکر انہوں نے کافرون اور مشرکون کو مسلمان کیا - اپنے ذاتی مشاہدہ سے تمام حالات معلوم کرلئے - مگر خدا کے روبرو کہیں گے کہ مجھے عیسائیون کے بگڑنے کی خبر نہیں - کیا وہ خدا کے عرش کے سامنے جھوٹ بولیں گے - اور خدا خاموش ہو رہے گا - کیا خدا اتنا بھی نہ کہے گا - کہ تم کیون جھوٹ بولتے ہو - تم تو دوبارہ دُنیا میں گئے تھے - عیسائیون کو تم نے مسلمان کیا تہا پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ اس کی خبر نہیں - ہم تو دیکھتے ہیں کہ ادنےٰ عدالتوں میں بھی انسان حلف دروغی کے باعث پکڑا جاتا ہے - تو کیا

حلف دروغی

خدا کی درگاہ میں جھوٹ کی پُرسش نہیں ہوگی ؟ افسوس کہ ان لوگوں نے خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات اور صفات کو بٹہ لگایا - قرآن مجید کی توہین کی - آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی - تمام راستبازون کی توہین کی - اب ایسے مذہب کو کون قبول کرے - ایسی باتیں تو وہی بولیگا جس کو خدا کا خوف نہ ہو - دوسرا شخص ایسی باتوں کو کب مان سکتا ہے بار بار ہم سے پوچھا جاتا ہے - کہ تمہارے نبی اور رسول ہونے کی دلیل کیا ہے

اوّل تو ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا دعوے صرف نبی یا رسُول ہونے کا نہیں ہے اور نہ ہم کسی شریعت لانے کے مدّعی ہیں بلکہ ہمارا یہ دعوے ہے کہ میں ایک پہلو سے اُمّتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی - اور وہ نبوّت براہ راست نہیں بلکہ اُمّتی ہونے کی کامل برکات نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض تامہ نے مجھے یہ درجہ نبوۃ بخشا ہے اور درحقیقت وہ نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ میں جو میرے آئینہ صافیہ میں جلوہ نما ہوئی ہے اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ میرے پاس بھی اپنی اس قسم کی نبوّت کے وہی دلائل ہیں جو سب انبیاء کے پاس ہوتے چلے آئے ہیں - بعض انبیاء کے پاس تو صرف ایک دلیل تہی کہاں لکھا ہے - کہ اُن کے پاس پچاس یا ساٹھ نشان تھے بلکہ اکثر انبیاء کے لئے تو اس سے بھی کم نشان ہوا کرتے تھے - لیکن ہم نے تو نہائیت اختصار کے ساتھ لکھتے

نشان ۱۸۷

نشان حقیقۃ الوحی میں لکھدئے ہیں - اور پھر خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ابھی بڑے بڑے نشانون کا وعدہ کرتا ہے - کم از کم یہ لوگ کچھ مُدت کے لئے کفِ لسان اختیار کرتے اور ہمارے انجام کو دیکھتے - مگر افسوس کہ بغیر کسی یقینی علم اور پختہ دلیل کے ہماری تکفیر اور تکذیب پر آمادہ ہوگئے حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے - ولا تقف ما لیس لک بہٖ علمٌ ۱۵/۴ اور اگر حضرت عیسیٰ کے مرنے پر ان لوگوں کو طیش آتا ہے - تو یہ سچی بات ہے - کہ وہ مر گئے ہیں اور سب انبیاء مرتے ہی آئے ہیں - آخر یہ لوگ بھی تو مانتے ہیں - کہ وہ دوبارہ آکر مرینگے - پھر تکفیر کے کیا معنے ؟ باقی رہا یہ کہ عیسائیوں کو جواب دیتے وقت بعض اوقات سخت الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں - تو یہ بات بالکل صاف ہے - جب ہمارا دل بہت دُکھایا جاتا ہے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے ناجائز حملے کئے جاتے ہیں - تو صرف متنبّہ کرنے کی خاطر انہیں کی مسلمہ کتابون سے الزامی جواب دئے جاتے ہیں - ان لوگون کو چاہیئے - کہ ہماری کوئی

الزامی جواب

بات ایسی نکالیں - جو حضرت عیسےٰ کے متعلق ہم نے بطور الزامی جواب کے لکھی ہو اور وہ انجیل میں موجود نہ ہو -

آخر یہ تو ہم سے نہیں ہو سکتا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین سُنکر چُپ رہیں - اور اس قسم کے جواب تو خود قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں جیسے لکھا ہے اَلَکُمُ الذّکر ولہُ الانثٰی ۲۷/۵ فَاستفتِھِم الربّکَ البنات ولھم البنون ۲۳/۵ - وہ لوگ فرشتون کو خدا کی بیٹیان کہتے تھے - خدا فرماتا ہے - کہ کیا تمہارے بیٹے اور ہماری بیٹیان - غرض الزامی رنگ کے جواب دینا تو طریق مناظرہ ہے - ورنہ ہم حضرت عیسےٰ کو خدا تعالےٰ کا رسول اور ایک مُقبول اور برگزیدہ انسان سمجھتے ہیں اور جن لوگون کا دل صاف نہیں ان کا فیصلہ ہم خدا پر چھوڑتے ہیں -

---

سال رواں قریب ختم ہونے کو ہے
ہمارے بقایا دار بہت جلد
حساب بیباق کریں

ایڈیٹر

خطبہ جمعۃ الوداع

(از حضرت حکیم الامۃ یکم نومبر ۱۹۰۷ء)

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ - اما بعد - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن .... الآیۃ .... ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون ؎

رمضان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں - اب یہ گذرنے کو ہیں - یہ دن پھر ہم کو اسی رمضان میں نہیں آئے گا - نہیں معلوم آئندہ رمضان تک کس کی حیاتی ہے اور کس کی نہیں - اللہ تعالےٰ نے اس مہینے میں خاص احکام دئے ہیں اور اُن پر عمل کرنے کی خاص تاکید کی ہے - جو لوگ مسافر ہیں یا بیمار ہیں - ان کو تو سفر کے بعد اور بیماری سے صحتیاب ہو کر روزے رکھنے کا حکم ہے - مگر دوسرے لوگوں کو دن کے وقت کھانا پینا اور بیوی سے جماع کرنا منع ہے - کھانا پینا بقائے شخص کے لئے نہایت ضروری ہے اور جماع کرنا بقائے نوع کے لئے سخت ضروری ہے اس مہینہ میں خدا تعالیٰ نے دن کے وقت ایسی ضروری چیزوں سے رُکے رہنے کا حکم دیا تھا - ان چیزوں سے بڑھکر اور کوئی چیزیں ضروری نہیں بے شک سانس لینا ایک نہایت ضروری چیز ہے مگر انسان اس کو چھوڑ نہیں سکتا - اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ اس واسطے بنایا ہے کہ جب انسان گیارہ مہینے سب کام کرتا ہے اور کھانے پینے بیوی سے جماع کرنے میں مصروف رہتا ہے تو پھر ایسی ضروری چیزوں کو صرف دن کے وقت خدا تعالےٰ کے حکم سے ایک ماہ کے لئے ترک کر دے - اور پھر دیکھو جہاں ایک طرف ان ضروری اشیا سے منع کیا ہے دوسری طرف تدارس قرآن - قیام رمضان اور صدقہ وغیرہ کا حکم دیا ہے - اور اس میں یہ بات سمجھائی ہے - کہ جب ضروری چیزیں چھوڑ کر غیر ضروری چیزوں کو خدا کے حکم سے اختیار کیا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے برخلاف غیر ضروری چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے - رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت تدارس قرآن قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئے - حدیث شریف میں لکھا ہے - من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ

مگر افسوس کہ بعض لوگ کہتے ہیں - کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے - اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں - سحرگی کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بدہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں اور مشکل ہے جو کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا بھی تو پھر افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے اکٹھے کئے وہ اندھیر مارا اور ایسی شکم پُری کی کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سستی پر سستی آنے لگی اتنا خیال نہیں کرتے کہ روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا - نہ یہ کہ آگے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھکر خرچ کیا جاوے اور خوب پیٹ پُر کر کے کھایا جاوے - یاد رکھو اسی مہینہ میں ہی قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا - اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے اسی کی ہدایت کے بموجب عمل درآمد کرنا چاہئے - روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے - اور دُنیا کے کاموں میں سکھ حاصل کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں - آرام تو یا مر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے اس لئے روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قرب حاصل کر سکتا اور متقی بن سکتا ہے - اور اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہو سکتا ہے - تو کہدے

انی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون - یعنے میں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سُنتا ہوں چاہئے کہ پہلے وہ ان احکاموں پر عمل کریں جن کا میں نے حکم دیا اور ایمان حاصل کریں تاکہ وہ مراد کو پہنچ سکیں - اور اس طرح سے بہت ترقی ہوگی - بہت لوگ اس مہینہ میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے - مگر خدا تعالیٰ چونکہ جانتا تھا کہ قوی آدمی ایک مہینہ تک صبر نہیں کر سکتا - اس لئے اُس نے اجازت دیدی کہ رات کے وقت اپنی بیویوں سے تم لوگ صحبت کر سکتے ہو - بعض لوگ ایک مہینہ تک کب باز رہ سکتے ہیں - اس لئے خدا نے صبح صادق تک بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دے دی - بدنظری - شہوت پرستی - کینہ بغض - غیبت اور دوسری بدباتوں سے خاص طور پر اس مہینہ میں بچے رہو - اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا - کہ رمضان میں اس سنت کو بھی پورا کرو کہ رمضان کی بیسویں صبح سے لیکر دس دن اعتکاف کیا کرو - ان دنوں میں زیادہ توجہ الی اللہ چاہئے - اور پھر رمضان کے بعد بطور نتیجہ کے فرمایا - ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون یعنے ناحق کسی کا مال لینا ایسا ضروری نہیں - جیسے کہ اپنی بیوی سے جماع کرنا یا کھانا پینا - اس لئے خدا تعالیٰ سکھاتا ہے کہ جب تم خدا کی خاطر کھانے پینے سے پرہیز کر لیا کرتے ہو تو پھر ناحق کا مال اُٹھانا نہ کرو - بلکہ حلال اور طیب کما کر کھاؤ اکثر لوگ یہی کہتے ہیں - کہ جب تک رشوت نہ لی جاوے اور دروغ فریب اور کسی طرح کی بددیانتیاں عمل میں نہ لائی جاویں - روٹی نہیں ملتی - یہ ان کا سخت جھوٹ ہے - ہاں ہمیں بھی تو ضرورت ہے - کھانے پینے پہننے سب اشیا کی خواہش رکھتے ہیں ہماری بھی اولاد ہے ان کی خواہشوں کو ہمیں بھی پورا کرنا پڑتا ہے - اور پھر کتابوں کے خریدنے کی بھی ہمیں ایک دھت اور ایک فضولی ہمارے ساتھ لگی ہوئی ہے - گو اللہ کی کتاب ہمارے لئے کافی ہے اور دوسری کتابوں کا خرید کرنا اتنا ضروری نہیں مگر میرے نفس نے ان کا خرید کرنا ضروری سمجھا ہے - اور گو میں اپنے نفس کو اس میں پوری طرح سے کامیاب نہیں ہونے دیتا مگر پھر بھی بہت سے روپے کتابوں پر ہی خرچ کرنے پڑتے ہیں - مگر دیکھو ہم بڈھے ہو کر تجربہ کار ہو کر کہتے ہیں - کہ خدا تعالیٰ انسان کو اس کی ضرورت سے زیادہ دیتا ہے - بد سے بد پیشہ طبابت کا ہے جس میں سخت جھوٹ بولا جا سکتا ہے اور حد درجہ کا حرام مال بھی کمایا جا سکتا ہے ایک راکھ کی پڑیا دیکر طبیب کہتا ہے کہ یہ سونا کا کشتہ ہے - فلانی چیز کے ساتھ اسے کھاؤ - اور ایسے ہی طرح طرح کے دھوکے دئے جا سکتے ہیں - جس طبیب کو پوری فہم نہیں پوری تشخیص

نہیں اور دوائیں دے دے کر روپیہ کماتا ہے تو وہ بھی بطلان سے مال کماتا ہے۔ وہ مال طیب نہیں بلکہ حرام مال ہے۔ اسی طرح جتنے جعلساز جھوٹے اور فریبی لوگ ہوتے ہیں اور دھوکوں سے اپنا گذارہ چلاتے ہیں وہ بھی بطلان سے مال کھاتے ہیں۔ ایسا ہی طبیبوں کے ساتھ پیساری بھی ہوتے ہیں۔ جو جھوٹی چیزیں دیکر سچی چیزوں کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ اور بے خبر لوگوں کو طرح طرح کے دھوکے دیتے ہیں۔ اور پھر پیچھے سے کہتے ہیں کہ فلاں تھا تو دانا مگر ہم نے کیسا اُلو بنا دیا۔ ایسے لوگوں کا مال حلال مال نہیں ہوتا بلکہ وہ حرام ہوتا ہے اور بطلان کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ مومن کو ایک مثال سے باقی مثالیں خود سمجھ لینی چاہئیں۔ مَیں نے زیادہ مثالیں اس واسطے نہیں دی ہیں کہ کہیں کوئی نہ سمجھ لے کہ ہمیں بدظنیاں کرتا ہے۔ اسی واسطے مَیں نے اپنے پیشہ کا ذکر کیا ہے۔ میں اسے کوئی بڑا علم نہیں سمجھتا میں اسے ایک پیشہ سمجھتا ہوں طبیبوں سے حکما لوگ ڈرتے ہیں اس لئے انھوں نے اس پیشہ کا نام صنعت رکھا ہے۔ یاد رکھیو یہ بھی ایک گھٹیا کا پیشہ ہے اس میں حرامخوری کا بڑا موقع ملتا ہے۔ اور طب کے ساتھ پیساری کی دوکان بنانا اس میں بہت دھوکہ ہوتا ہے۔ صحت کا اندازہ ایسے لوگوں کو ہوتا ہے نہ مریض کی پوری تشخیص ہوتی ہے۔ اور پھر نہایت ہی معمولی سی جنگل کی سوکھی ہوئی بوٹی دیکر مال حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سخت درجہ کا بطلان کے ساتھ مال کھانا ہے وہ جو مَیں نے اپنے جیون کا ذکر کیا ہے چند روز ہوئے ایک عمدہ کتاب بڑی خوشنما بڑی خوبصورت اور دل لبھانے والی اس کی جلد تھی جس پر رنگ لگا ہوا تھا۔ اس کو جو کہیں رکھا تو اور چیزوں کو بھی اس سے رنگ چڑھ گیا۔ جس سے ہمیں بہت دکھ پہنچا۔ غرض ایسی جلد گرنے جو جلد کی قیمت لی ہے حقیقت میں وہ حلال مال نہیں بلکہ بطلان سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بھی پیشے ہیں مگر ان کا ذکر مَیں اس واسطے نہیں کرتا کہ کسی کو رنج نہ پہنچے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکام تک مال نہ پہنچاؤ۔ بعض لوگ یونہی لوگوں کو وسوسے ڈالتے رہتے ہیں اور لوگوں کو ناجائز طور پر پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ ان سے ڈر جاتے ہیں۔ اور نقصان اٹھا لیتے ہیں۔ غرض روزہ جو رکھا جاتا ہے تو اس لئے کہ انسان متقی بننا سیکھے ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں۔ کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیر نہ پایا۔ پانچ سات روزے باقی رہ گئے ہیں ان میں بہت کوشش کرو اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو۔ قرآن مجید سن لو سمجھ لو سمجھا لو۔ جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات دے لو۔ اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں توفیق دے۔ آمین۔

نظم

ذیل میں ایک نظم مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات کی درج کیجاتی ہے۔ جو مولویصاحب موصوف نے حضرت اقدس کے حضور سنائی تھی اور جسے حضور علیہ السلام نے پسند فرمایا ہے۔ ایڈیٹر۔

مسیحا آگئے دنیا میں کوئی انکو جا دیکھی
رسولوں کا سا مکھڑا اور نبیوں کا سا چہرہ تھے
ہے یکتا دلبری میں اور یگانہ دلربائی میں
نرالا ناز نینوں سے ہے ہر ناز و ادا اس کا
نہ جھیڑ و حسن یوسف کی پرانی داستاں ہمسے
وہ جانان ازل کا راز سربستہ کہلا اس سے
خدا کی ذات الطف گرچہ پس مخفی و پنہان ہے
غلام احمد ہے احمد اور احمد ظاہری احمد سے
زمانہ میں نیا رنگ آگیا ہے اسکے آنے سے
جدہر دیکھو ہوا اک چل رہی ہے تیز وحدت کی
نئی اب ایکسلطنت مچگئی ہے ساری دنیا میں
سنا ہے اہل یورپ اور امریکہ تلک ہر ایک
وہ تثلیث اور کفارہ کا پرانا جن نصاریٰ کا
تھے عیسیٰ کی الوہیت کی صحیفوں کے جو شیدائی
بحمد اللہ ہوا انکے وہ بت عیسیٰ پرستی کا
بخوبی ہوگیا ثابت کہ عیسیٰ مرگیا لیکن
خدا نے خود بتا دی ہے وفات اسکی صراحت سے
نبی پاک اور اصحاب نبی بھی اسکو قایل ہیں
نہ کر موت احمد کچھ نہیں اظہار ہم غم کا
ہے گم خاک یثرب میں مسیحا آسمان پر ہو
مثیل ابن مریم کو سمجھ بیٹھے وہی عیسیٰ
ہیں لکھے صاف قرآں میں برابر سلسلے دونو
مثیل اول کی اول کا تو خود اقرار کرتے ہیں
یہ دونوں سلسلو نکو سمجھیں دونو کو الگ سمجھیں
تعجب ہے کہ موسیٰ کا مثیل ہو اور عیسیٰ کا
مسلماں ہوگئی صدہا یہودی اور نصاریٰ میں
بانکار مثیل ابن مریم ہیں یہودی یہ
بنے انکار سے جس کے یہ امت جال حقیقتیں
ہزاروں اور لاکھوں ہیں نشاں اسکی صداقت پر
صدی کا ابتدا بھی ہے نشاں اسکی صداقت کا
زمین و آسمان شمس و قمر اور بحر و برشاہد
سواری ریل کی اور تار برقی اور اخباریں
ہوئی دنیا مثال شہر وحدت کی ہی صورت
دلالت کر رہا ہے اجتماع یہ اہل دنیا کا

مثیل ابن مریم اور شبیہ مصطفیٰ دیکھے
جری اللہ فی حلل الرسل والانبیا دیکھے
نہیں اس سا کوئی ہمنے بہت سے دلربا دیکھے
حسینوں کے بھی ہیں ہمنے بہت ناز و ادا دیکھے
کہ ہم نے آج یوسف سے زیادہ دلربا دیکھے
خدا کو دیکھنا ہو جس نے وہ بس اسکو آ دیکھے
مگر دیکھے اسے جو آئینہ حق نما دیکھے
مگر دیکھے وہی جو بیچ سے پردہ اٹھا دیکھے
سماں دیکھا نیا ہے اور نئے ارض و سما دیکھے
امید ہے اب مٹینگے تفرقے جو سالہا دیکھے
بدلتے ہی نئے کچھ ڈھنگ ہر سو جابجا دیکھے
محقق ہوگیا مذہب کا تارا صفا دیکھے
ہے طرفہ آج اس سے جی کوئی قیدی رہا دیکھے
وہ اب اسکی عبودیت کے قایل برملا دیکھے
نصاریٰ کا خدا کشمیر میں ہر اک مرا دیکھے
ہے صد افسوس یہ ملاں بانکار وابا دیکھے
ہے لکھا صاف قرآن میں شواہد جابجا دیکھے
غضب کرتے ہیں یہ ملاں عجب یہ ہیجا دیکھے
بھڑک اٹھتے ہیں عیسیٰ کے لئے۔ کوئی سنا دیکھے
ہے تف ایسے عقیدہ پر کہ جسمیں افترا دیکھے
یہودی جیسے سمجھے اور مثیل ایلیا دیکھے
مثیل اول کا ثانی اور تناسب بالصفا دیکھے
مگر اول کے آخر کا نہ مانیں۔ کیا خطا دیکھے
مگر دونوں کے آخر میں فقط عیسیٰ بپا دیکھے
نہ ہو کوئی عجب لوگوں سے کج فہم و ذکا دیکھے
نبی صلعم نے جیسے فرمایا وہ وصف نہیں بجا دیکھے
نصاریٰ ہاں بانکار مثیل مصطفیٰ دیکھے
زمانے حامل صفتیں اسکو۔ کیا جفا دیکھے
ہیں مسیحا اپنے دعوے میں یہ حضرت سیدنا دیکھے
مجدد آگئے دین کا جو ہیں عبد الحی دیکھے
زلازل اور طاعونی نشاں بھی جابجا دیکھے
ہیں نکلے سب گواہ آج جہاں تا حشر دیکھے
کہ تا ہر ایک اک ناآشنا کو آشنا دیکھے
کہ مذہب کا بھی ہوگا اجتماع جیسے ادا دیکھے

مسیحی قوم سے دیکھا کمال دنیوی لیکن
خدا کے فضل و رحمت سے یہ دور آیا مسیحا کے
گئی اٹھ وقتیں سب دین اور دنیا کی آسو کے
مبارک وقت ہے یہ نور اور باران رحمت کا
صدائیں آرہی ہیں کان میں اور گونج وحدت کی
ہے ڈنکا بج رہا توحید کا ہر سو زمانہ میں
ہے ہونیکو نیا کچھ اب زمانہ میں جہاں والو
ہے سمجھا کچھ کہ یہ دلکش بہاریں اور عجب موسم
میں سچ کہتا ہوں یہ سب کچھ مسیحا کی ہے آمد سے
اتر آیا مسیحا اے جہاں تجھکو مبارک ہو
مبارک سرزمین قادیاں دار الاماں جسمیں
بحمد اللہ کہ ہم نے خود بچشم خود میں جا دیکھی
کوئی پوچھے اگر ہم سے عجائب ان میں کیا دیکھی
ہاں ایسے۔ واسطے ہی جنکی صد نور و ضیا دیکھی
کھڑی خدمتیں جو انکی وہ سب ہی پارسا دیکھی
صحابہ کا نمونہ دیکھا ہے ان کی جماعت میں
ہے روز افزوں ترقی میں جماعت پاک مرسل کی
اترتے ہیں یہاں ہر روز آکے طالب نئے مہماں
عجب ہے قادیاں دار الاماں گر کوئی آ دیکھے
چمکتا ہے یہ سینا نشانوں کی تجلی سے
مچی ہے دہوم عالم میں مسیحا کے نشانوں کی
رسولوں کا نمونہ اور ادا دیکھے سبھی اسمیں
اسی کے ہاتھ سے دیکھا فرو دجال کا فتنہ
اسی کے خنجر حق سے وہ بت باطل پرستی کا
اسی سے تیغ براں سے صف اعدا ہوئی ٹکڑے
کھڑا میدان دعوت میں اکیلا اور سب تنہا
گئے سب بھاگ میداں سے بڑی لاف و غضب کرتے
نبی کے دین کا جھنڈا فتح سے آج بڑھ نکلا

مسیح موعود سے دیں کے کمالات العلیٰ دیکھی
کہ جسمیں دین اور دنیا کے باہم اتحاد دیکھے
عجب اسباب پیدا ہوگئے مشکل کشا دیکھے
ہیں نازل ہورہے برکات جسمیں جابجا دیکھی
وہ غوغے تفرقہ کے مائل دار الفنا دیکھے
جہاں میں حق پرستی کے بھی ہیں مجدد عطا دیکھی
کہ دنیا کے بدلتے کچھ نئے طرز و ادا دیکھے
ہوئی کیوں جلوہ گر جن سے عجائب دلکشا دیکھی
وہی جسکی طرف سارا جہاں آنکھیں اٹھا دیکھے
ہے اترا آسماں سے ہو کوئی گر چشم وا دیکھے
زمانہ کے مبارک وہ مطاع و مقتدا دیکھے
مسیحا سے محمد ہیں محمد مصطفیٰ دیکھے
تو بتلائینگے ہم اسکو کہ ہم نے رہنما دیکھے
خدا اور انبیا دیکھے ہاں سارے اولیا دیکھے
جو بیٹھے پاس ہیں سب اتقیا اور اصفیا دیکھے
سبھی بھائی جماعت کے ہیں اخوان الصفا دیکھی
بحمد اللہ مقابل پر تنزل میں عدا دیکھے
کھڑے در پر فقیروں کی طرح شاہ و گدا دیکھے
تو اپنے ہر مرض کی یاں دوا دیکھے شفا دیکھے
معارف اور حقایق بھی نئے صبح و مسا دیکھے
بھرا ارض و سما ہو ان سے کوئی چشم وا دیکھے
اگر دیکھے دم عیسیٰ تو موسیٰ سا عصا دیکھے
اسی کے ہاتھ سے شیطاں بڑی موذی فنا دیکھے
گرا ہے پاش پاش ہو کر نہ پھر یہ اعتلا دیکھے
مرے لاکھوں یہودی اور نصاریٰ آ دبا دیکھے
مقابل میں ہے تا اپنا ہر اک زور آزما دیکھے
بجا ڈنکا مسیحا کا عجب مجد و علا دیکھے
مسیحا طفیل احمد عجب شیر خدا دیکھے

عاجز غلام رسول احمدی ساکن موضع راجیکے ضلع گجرات پنجاب

خطاب بمخالفین از گلاب الدین احمدی رہتاسی

نظم

ناراض آپ کیوں ہیں مسیح الزماں سے
مہدی کو لقب کافر و بیدیں دیکے تم
عیسیٰ کو کہا نبی بتا ہے دجال کا خطاب
کافر ہی جانفشانیاں کرتے ہیں دین پر؟
دین کا ہو بول بالا تمنائے دل ہو جسے؟

باتیں تو انکی سن لیں ذرا دل کے کان سے
ڈرتے نہیں ہو مالک کون و مکان سے
انصاف ہی کچھ ہوگیا گم ہے جہان سے
قربان راہ حق پہ ہوئے مال و جان سے!
اس دہن میں کہاں سے گالیاں جاری جہاں سے!

ابھی نہیں ہیں دور سے یہ بدگمانیاں
بھیجا اُسے سلام رسولِ کریمؐ نے
آزادہ و رہیدہ ہے جذباتِ ارض سے
حق کا فدائی اور فنا فی الرسول ہے
آیاتِ بینات فزوں ہیں شمار سے
کردی ہیں ختم دین کی آکر لڑائیاں
پہونچی ہے ریل دوستو دیکھو حجاز تک
کسرِ صلیب کردیا عیسےٰ کو مار کر
طاعون و زلزلے کی شہادتیں ہیں یہ ہو
آخر کو منہ کی کھا گئے گرا چاروں شانے چت
تفسیر لکھ سکے نہ مقابل میں گولڑوی
کرسی نشین بٹالوی ایسا ہوا ذلیل
مہدی خونی کا تو ہے انکار کر چکا
پہونچا مراد اپنی کو ہیں کا وہ نکتہ چیں
ثابت ہوا عدالتِ اعلےٰ میں کرم دیں
لدھیانوی فنا ہوا۔ امرتسری مرا
مرزا فقیر فوت ہوا دوالمیال میں
آتھم مرا۔ ڈوئی مرا۔ اور لیکھرام بھی
مارا گیا ہے مت کہ اٹھایا نہ فائدہ
آنکھوں سے دیکھے بھی نشاں نہ چھپتے
کہتے ہو مہدی نکلیں پہاڑوں کے غار سے؟
اوپر سے اُترتے آئیں گے مثل پرند اور؟
ہونگے لباس زرد میں نازل دمشق میں؟
خنزیر ماریں توڑیں صلیب اور نکالدیں؟
دجال کانا آئیگا تو اودھم مچائیگا؟
کہلائیگا رسول خدا اور خدا بھی وہ؟
مُردے جلا کے زندوں کو آکر ملائیگا؟
پاس اسکے سیم و زر ہو زیادہ شمار سے؟
غرضیکہ چند روز خدائی کریگا وہ؟
یاجوج پھیل جائیں گے ساری زمین پہ؟
برتینگے ہاتھ پاؤں کو اوزار کی جگہ؟
وہ کچھ ظہور ہو کہ رسول کریم نے؟
مذہب ہی کیا وہ جسمیں ہوں قصّے کہانیاں
وہ معتبر ہے جو ہو روایاتِ عمرو زید؟
زندہ رسول۔ زندہ کتاب۔ اور زندہ دین
آنکھوں سے دور کرو تعصب کی پٹیاں
ماموِرحق سے کرتے ہیں ہو مقابلہ
خاصانِ حق ایک ہی ایسا بتائیے
کوئی نبی۔ ولی تو بتاؤ کہ جو نہ ہو
گھر سے نکالا اور چڑھایا صلیب پر
توبہ کرو ابھی تو درِ توبہ باز ہے

پاس آکے جانچو تجربہ اور امتحان سے
اور خود خدا ہے بولتا اسکی زبان سے
نازل ہوا ہے گویا ملک آسمان سے
ملہم من اللہ واقف سرِّ نہاں سے
اور پیشگوئیاں ہیں زیادہ بیان سے
ہوگا ہی جنگ و جدل تو قلم و زبان سے
اونٹوں کی مانگ اٹھ گئی سارے جہان سے
اور مار ڈالے کتنے ہی خنزیر جان سے
شمس و قمر گواہیاں دیں آسمان سے
جس نے مباہلہ کیا اس پہلوان سے
لاہور گرچہ پہونچے بڑے عز و شان سے
کر سکتا کچھ نہیں لئے ہاتھ اور زبان سے
باقی ہے اتحاد امام الزمان سے
حسرت سے ہاتھ ملتا گیا اس جہان سے
ویسا ہی جیسا نکلا مسیح کی زبان سے
غرضیکہ جو اڑا وہ گرا آسمان سے
جھوٹی بے چراغ گیا خان و مان سے
لاہوری اور قصوری گئے اس جہان سے
طاعون اور زلزلے جیسے نشان سے
نکلے ہیں تیر جتنے کہ اسکی کمان سے
اُترینگے مسیح ناصری پھر آسمان سے؟
پاس آکے وہم سے کو دیکھیں نہ دھیان سے؟
مینار پر وہ اُترتے ہوئے آسمان سے؟
سیف و سناں سے کفر کو سارے جہان سے؟
دوڑائیگا گدھے کو وہ کس آن بان سے؟
مومن پھریں گے بھاگتے اس عالیشان سے؟
ہوگا جسکو چاہیگا اگلے جہان سے؟
جھگڑے ہوں اسکے ساتھ لدا آب و نان سے؟
پھر عیسے اسکو مارینگے آخر کو جان سے؟
ماجوج بڑھ کے ہونگے وہم و گمان سے؟
اور اوڑھنے بچھونے کا لیں کام کان سے؟
علاّ گیا ہے اور نہ کہا ہے زبان سے؟
مذہب ہے وہ جو زندہ ہو تازہ نشان سے
یا جو براہِ راست ہو حق کی زبان سے؟
زندہ خدا ملے گا تو دارالامان سے
پہونچیگا تم کو نور سہ قادیان سے
کرتے ہو جنگ خالقِ ہر دو جہان سے
جو بچ رہا ہو خلقِ خدا کی زبان سے
نالاں مخالفین کے دست و زبان سے
اور زہر دیکے مارے ہیں کتنے ہی جان سے
بولو نہ ان کے حق میں کبھی بد زبان سے

طاعت کرو شرائط بیعت کو مان لو | گر دو جہاں میں رہنا ہے امن و امان سے
پوری کبھی تو ہوگی تیری التجا گلاب | تائید حق کئے جا تو قلم و زبان سے

گلاب الدین احمدی رہتاسی

واقعات حقہ کا انکار ٹھیک نہیں

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** ؂ بھی اس واقعہ عظیمہ کی طرف رہنمائی کرتی۔ کیونکہ دین کی تکمیل دو ہی حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ ایک حصہ کا نام تو تکمیل ہدایت ہے اور دوسرے حصہ کا نام تکمیل اشاعت ہے۔ اسمیں کچھ شک نہیں اور کسی مسلمان کو بھی اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تکمیل ہدایت تو پہلی بعثت میں ہی ہو چکی تھی۔ اور ہر ایک طرح کی دینی ہدایت ہمارے لئے قلمبند ہو چکی تھی اور ایک ایسی جامع کتاب ہمارے پاس موجود ہو گئی تھی جس میں دین اسلام کے ہر ایک ضروری مسئلہ کا کامل بیان ہے۔ اور ان سب احکام کی ہر طرح سے تفصیل موجود ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے ہماری ہدایت کے لئے ضروری سمجھا ہے۔ مگر یہ بات کسی عقلمند سے پوشیدہ نہ ہو گی کہ تکمیل اشاعت اس زمانہ میں نہیں ہوئی تھی۔ امریکہ۔ افریقہ اور یورپ وغیرہ براعظم تو درکنار ایشیا میں بھی پورے طور پر اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ ان دنوں میں تو اسلامی سورج ایشیا کے ایک الگ تھلگ حصہ اور تقریباً تمام دنیا کے نقطۂ مرکز پر اپنی شعاعیں دکھا رہا تھا۔ اور زبان حال سے ایک ایسے زمانہ کیطرف اشارہ کر رہا تھا جبکہ تمام دنیا اس حقیقی آفتاب سے روشنی حاصل کر کے ایک نورانی چمک دکھائیگی۔ اور الفاظ **الیوم اکملت** بھی ایک ایسے زمانہ کا پتہ دیتے ہیں جبکہ دین اسلام باطنی اور ظاہری طور پر اپنے پورے کمال کو پہونچ جاوے گا۔ اور جیسے یہ اپنے آپ میں پورے طور سے کمال کو پہنچا ہوا ہے ویسے ہی یہ عملی اور ظاہری طور پر اور دل کو کمال حاصل کر کے دکھا دے گا۔ اور جیسے آج کے دن ہدایت کامل ہو چکی ہے ویسے ہی ایک دن آئے گا جبکہ اشاعت بھی کامل ہو جائیگی اور طرح طرح کے سامانِ اشاعت ظہور میں آئیں گے۔ کئی طرح کی چھاپنے والی مشینیں۔ ڈاکخانے۔ چھاپہ خانے۔ تارگھر۔ ریل گاڑیاں۔ سٹیم انجن۔ فونوگراف فوٹوگراف وغیرہ ظہور میں آئیں گے۔ اور دین اسلام کی ہر طرح سے تکمیل اشاعت ہو کر **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** ؂ والی آیت کا کامل طور پر ظہور ہو جائے گا اور دنیا اللہ تعالےٰ کے ہزار ہا برسوں کے قبل از وقت کئے ہوئے وعدوں کو اپنے مقرر کردہ وقت پر پورا ہوتے دیکھے گی۔ اور دین اسلام ہر پہلو سے کامل اکمل طور پر اپنا جلوہ دکھائیگا اور آنحضرت صلعم کا کامل بروز الٰہی وعدہ کے مطابق مبعوث ہو کر مذاہب فاسدہ کا رد کرے گا اور نشانات الٰہیہ اور براہین قاطعہ سے

مذاہب باطلہ کا بطلان ثابت کر کے ان کا قلع قمع کر دے گا اور مشرق سے لیکر مغرب تک دین اسلام کی سچائی کا ڈنکا بجا دے گا۔ اور دین حق کو سب ادیان باطلہ پر غالب کر کے دکھا دے گا۔

غرض یہ تو آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کے متعلق اور اسی کی تائید میں مختصر طور پر یعنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جس سے یہ بات ایک حد تک قدر دانوں کے نزدیک قابل قدر معلوم ہوتی ہے۔ کہ آیت زیر قلم یعنے ثم یمیتکم ثم یحییکم میں آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا بھی صاف طور پر اشارہ پایا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دہریہ لوگ کثرت سے ہوں گے اور خدا تعالےٰ کی ہستی سے منکر ہونے کی مرض عام طور پر دنیا میں پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور کچھ لوگ جو زبانی اور علمی طور پر خدا تعالےٰ کی ہستی کے قایل ہوں گے۔ انکی عملی حالتیں اسبات کی گواہی دیتی ہونگی کہ وہ حقیقت میں خدا پر یقین نہیں رکھتے۔ اور وہ ایسے امن اور آزادی کا زمانہ ہوگا۔ کہ ایک خبیث سے خبیث خدا تعالےٰ کا منکر بھی اپنے دلایل کو عام طور پر علانیہ شایع کر سکیگا۔ اس لئے ایسے خطرناک زمانہ کے آزاد مشرب سوفسطائی اور نام کے مسلم لوگوں کے لئے اس آیت میں اللہ تعالےٰ اپنی ہستی کا ایک عظیم الشان اور لاجواب دنداں شکن ثبوت دیتا ہے کہ

ایک بیکس یتیم انسان کے ساتھ قبل از وقت حفاظت اور کامیابی کے وعدے کر کے اور دنیا کے فرزندوں کو انکی بداعمالیوں کیوجہ سے اسکی لعنت پر کمر بستہ کر کے اور ہزارہا اس کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے پیدا کر کے آخر اپنے وعدوں کے مطابق اسے صحیح سلامت رکھنا اور ہر طرح سے قبل از وقت وعدوں کے مطابق مظفر و منصور کرنا اور پھر یہ کہ اس کی متبعین کو روحانی زندگی عطا کرنا اور روح القدس سے مدد دینا۔ کیا یہ میری ہستی پر ایک ایسا زندہ اور بین ثبوت نہیں ہے جس کا تم لوگ کسی طرح سے انکار کر ہی نہیں سکتے ہو؟ اور پھر اس پاک اور معصوم رسول خاتم النبین سے ایک ایسے سلسلہ کی بنیاد ڈالنا اور اسکی اقبالمندی اور فتحمندی کی ۱۴۰۰ برس پہلے خبر دینا اور پھر اس کا وعدہ کے مطابق مقررہ وقت پر ظہور کرنا اور ان سب باتوں کو جو قبل از وقت آنحضرت صلعم کی معرفت بتائی گئی تھیں صاف طور پر پورا کرنا۔ کیا یہ ایسا صاف اور صریح نشان میری ہستی پر نہیں ہے جسمیں کسیطرح سے بھی شک و شبہ کی گنجایش نہیں؟ اور پھر فرمایا ثم الیہ ترجعون یعنے یاد رکھو کہ اگر تم اب بھی انکار کرتے رہو گے۔ تو آخر تم لوگونکو ہماری درگاہ میں تو ضرور ہی حاضر ہونا پڑیگا۔ اسوقت تو سب لوگونکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ تمہارا انکار کن وجوہات پر مبنی تھا۔ اور یہ کہ تمہارا کانشنس تمہاری اس حرکت پر تمہیں ملزم کیا کرتا تھا یا نہیں؟ الغرض آیت کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۲/۱ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک صاف اور روشن دلیل ہے جس سے کسی طرح بھی انکار نہیں ہو سکتا۔

اب پیشتر اس کے کہ میں اُن فلسفی دلایل کیطرف رجوع کروں جن سے مانناپڑتا ہے کہ ایک خدا بھی ہونا چاہیے اور جو مندرجہ بالا دلایل سے ملکر بفضل خدا ہونا چاہئے ہے سے ہے تک پہنچ جاتے ہیں انشاءاللہ چند ایک اور دلایل اس قسم کے پیش کرونگا

کوشش کرونگا۔ جن کی آگے چون وچرا کی بالکل گنجایش نہیں۔ سو واضح رہے کہ اب لوگ نہیں جو صاحب میرے مضمون کو غور سے پڑھتے رہے ہونگے وہ خوب جانتے ہونگے کہ میں اکثر جگہ مختلف پیرایوں میں زمانہ موجودہ کیطرف اشارہ کرتا آیا ہوں کیونکہ میرے نزدیک آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کا یہی زمانہ ہے اور وہ کرشن عیسےٰ اور مہدی علیہم الصلوٰۃ والسلام جنکے آخری زمانہ میں نزول کرنیکا مختلف مذاہب میں کسی نہ کسی رنگ میں وعدہ پایا جاتا ہے۔ میرے نزدیک وہ آنحضرت صلعم کی بعثت ثانی کیطرف اشارہ ہے اور حقیقت میں وہ ایک ہی موعود شخص کے مختلف صفات کیوجہ سے مختلف اسماء ہیں۔ ورنہ اصلی کرشنؑ یا عیسےٰؑ یا مہدیؑ یا دوسرے انبیاء اپنے اپنے وقتوں میں اپنا اپنا مفوضہ اور مفروضہ کام کر کے اس خاکی جسم کو یہاں ہی چھوڑ کر چلدیے تھے اور ان کا دوبارہ آنا حقیقت میں ایک اور شخص کا آنا ہے جو انکی صفات کے رنگ میں رنگین ہوگا اور ہندوؤں کے لئے بحیثیت کرشنؑ کے اور عیسائیوں کے لئے عیسےٰؑ اور مسلمانوں کے لئے مہدی ہوگا لیکن وہ ہوگا ایک ہی شخص۔ یا مثال کے طور پر یوں سمجھ لینا چاہیے کہ موضع دار الفنا میں تین شخصوں نے ملکر ایک قطعہ زمین کا خرید کیا اب ان تینوں نے اس مشترکہ کھیت میں بیج بونے کی ٹہانی ان میں سے ایک کہنے لگا کہ ہو نہ ہو میں تو گندم بوؤں گا۔ دوسرا بولا کہ بھائی یہ تو ہوئی نا تمہاری اپنی مرضی ہیں تو نہ ہی گیہوں کے سوائے کسی اور چیز کا بیج ڈالوں گا اور نہ کسی اور کو ہی کوئی دوسرا بیج بونے دونگا۔ غرض یہ کہنا ہی تھا کہ دونوں کی آپس میں خوب جوت پیزار ہوئی۔ ایسی شوراشوری دیکھکر تیسرے نے موقع کو غنیمت جانا اور آپے سے باہر ہو کر یوں اکڑ کر بولا کہ تم دونوں ہی نالایق ہو اور فضول بکواس کرتے ہو۔ میں تو کنگنی کا بیج ڈالوں گا دوسرے بیج ڈالنے محض بیوقوفی ہے۔ ہوتے ہوتے اس معاملہ پر ان کا عجیب گھمسان سا مچ گیا۔ اور شور وغل سے قیامت برپا ہونے لگی آخر چار و ناچار ان کو اپنے اپنے حصے کرنے پڑے اور کھیت کی بانٹ اور تقسیم کرنی پڑی۔ الغرض مارپیٹ کرتے کراتے انہوں نے اپنا اپنا بیج بو ہی دیا لیکن جب انگوری نکلی اور سبز سبز پتیاں نمودار ہوئیں اور آخر پودے پھل دینے پر آئے تو ان کا جہاڑ اور ماحصل واحد تھا جس سے ان بیوقوفوں کو اپنی غلطی کا اقرار کرنا پڑا۔ یہی حال موجودہ لوگوں کا ہے۔ کہ پیشگوئی تو ایک خاص انسان کے لئے تھی اور ایک اوتار کے ہی مختلف نام زبان زد خلایق تھے مگر ان لوگوں نے بیوجہ وہ کہلیلی مچار کھی ہے کہ تو بہ بھلی۔ بسچ ہے کہ ے

اول سے ہی بشر کو ہے رغبت خلاف ہی + لینا تھا کام منہ کا۔ شکم میں بہ ناف سے
گل ہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن ۔۔ اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

غرض ایک ہی موعود شخص ہے جس نے آخری زمانہ میں نزول کرنا تھا اور جس نے چھٹے ہزار کے آخیر پر پیدا ہو کر ساتویں ہزار کے سر پر ظہور کرنا تھا اور سینکڑوں اور ہزاروں سچی باتوں کے علاوہ ایک بزرگ کے پنجابی شعر ے

چھپے اِک ہزار وے گذرن ترے سو سال
عیسےٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال

کو بھی سچا کرنا تھا۔ اور اسی واقعہ عظیمہ کو قرآن مجید نے ایک اور طرز سے بھی ادا کیا ہے یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ مشابہت تامہ ثابت کر کے خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے اپنی پاک کلام کے ذریعہ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع ہوا تھا اور تیرہ سو برس کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر آکر ختم ہوا تھا ویسے ہی اے میری امی نبی تجھ سے بھی ایک سلسلہ شروع ہوگا۔